زینب

لجنہ اماء اللہ ناروے

اکتوبر تا دسمبر ۲۰۲۱

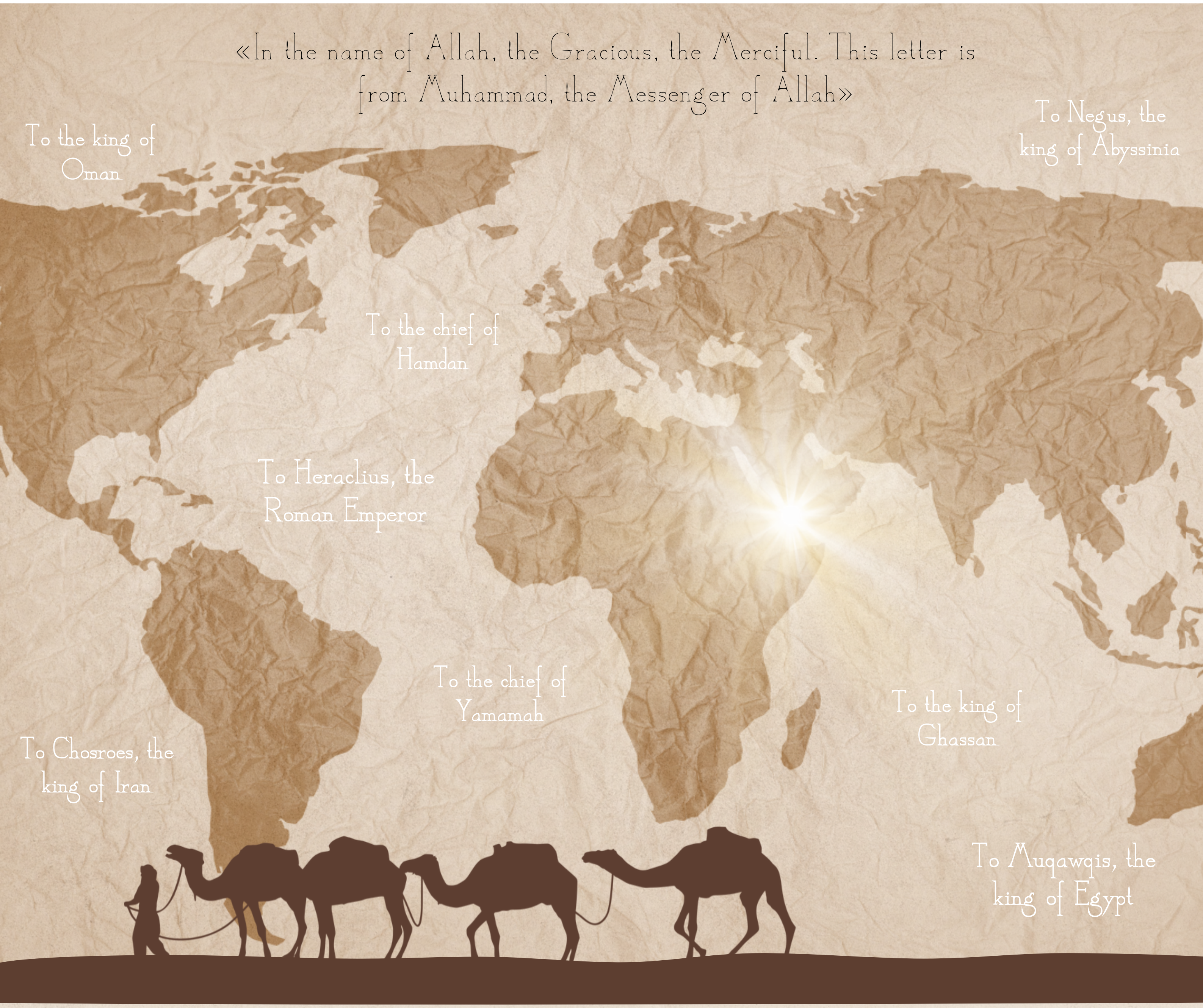

دنیا کا پہلا مذہب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلیغی خطوط

سوشل میڈیا کے فوائد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّــاصر

وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

امام جماعتِ احمدیہ

ایل۔ایس: 4015

تاریخ: 11.6.22

مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ، ناروے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی طرف سے رپورٹ ماہ اپریل 2022 و سالانہ رپورٹ 2021-2020 بمعہ رسالہ زینب شمارہ جولائی تا ستمبر 2021 موصول ہوا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

اس دوران جلسہ جات و سیمینارز منعقد کئے گئے۔ تربیتی سیمینار میں پردہ، حیا رشتہ کا انتخاب اور حسن معاشرت کے مضامین پر توجہ دی گئی۔ شوریٰ کی تجاویز و فیصلوں پر مجالس میں عملدرآمد کیا گیا۔ 40 ممبرات نے جوبلی کے لئے 10 پارے باترجمہ مکمل کرنے کی سعادت پائی۔ ناصرات کی آن لائن میں جلسہ جات، حالاتِ حاضرہ کے موضوعات، ڈسکشن اور کوئز کروانے کی توفیق ملی جس میں 50% ناصرات شامل ہوئیں۔ شعبہ صنعت و دستکاری کے تحت ممبرات نے یومِ خلافت کے حوالے سے تربیتی نشست اور سجاوٹ کا اہتمام کیا۔ شعبہ تبلیغ نے 4 سہ ماہی پلان بنا کر مجالس کو بھجوائے۔ ماہ اپریل میں 100 سے زائد عید کارڈ و گفٹس دو ہسپتالوں کو پیش کئے گئے۔ صفات باری تعالیٰ پر مشتمل رسالہ زینب کے تمام مضامین محنت سے تیار کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام قارئین کو اس سے مستفیض فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ آپ کی دینی خدمات کو قبول فرمائے اور لجنہ و ناصرات کے علمی و روحانی معیاروں کو ترقیات عطا فرمائے۔ آمین

تمام لجنہ و ناصرات کو میرا محبت بھرا سلام پہنچا دیں۔

والسلام

خاکسار

خلیفة المسیح الخامس

اداریہ

2021ء گزر گیا اور 2022 کا سورج طلوع ہوا گو کہ گذشتہ سال قدرے اداسی کا سال تھا۔ بیشتر وقت گھر میں بیٹھ کر ہی گزارنا پڑا، لیکن روحانی ترقیات میں ہمارا قدم اللہ کے فضل سے پیچھے نہیں ہٹا۔ بلکہ اس نے ہمیں روحانیت کی اعلیٰ منازل سے ہمکنار کیا۔ کرونا کی وبا کی وجہ سے سب کو جمعہ اور عیدین کی نمازیں مسجد میں ادا کرنے کا موقعہ نہیں ملا بلکہ اکثر کو اپنے گھروں پر ہی ادا کرنا پڑیں، اسی طرح تمام نمازیں با جماعت گھروں پر ادا کرنے کی عادت پڑ گئی۔ اللہ کرے یہ نیک عادت ہمارے گھروں میں دوام اختیار کر جائے۔ دعاؤں کی طرف بھی ان حالات کی وجہ سے زیادہ توجہ ہوئی اور پہلے سے بڑھ کر دعاؤں کی توفیق ملی۔ اکثر لوگ نئے سال کا آغاز لغو کاموں سے کرتے ہیں۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والے نئے سال کا آغاز متضرعانہ دعاؤں سے خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہوئے کرتے ہیں۔ ہم سب کو اس موقعہ پر اپنے نفس کا محاسبہ کرنے کی بھی توفیق عطا ہوتی ہے۔ نئے سال کے آغاز پر ہمیں ایک دعا سکھائی گئی ہے۔ ہمیں وہ دعا ضرور پڑھنی چاہیے۔ **حضرت عبد اللہ بن ہشام کہتے** ہیں کہ جب مہینہ یا سال شروع ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ أَدْخِلْهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَ الْإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ وَجَوَارٍمِّنَ الشَّيْطَانِ وَرِضْوَانٌ مِّنَ الرَّ حْمٰنِ۔

ترجمہ: اے اللہ اس سال کو ہمارے اوپر اور سلامتی اور ایمان اور اسلام کے ساتھ اور شیطان سے بچاؤ اور رحمان کی رضامندی کے ساتھ داخل فرما۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”گذشتہ ایک سال سے ہم ایک نہایت خطرناک وبائی مرض کا سامنا کر رہے ہیں، کہیں کم اور کہیں زیادہ اور دنیا کا کوئی ملک بھی اس وبا سے باہر نہیں ہے۔۔۔ ہر احمدی کو غور کرنا چاہیے کہ اس کے سپرد ایک بہت بڑا کام کیا گیا ہے اور اس کے سرانجام دینے کے لیے پہلے اپنے اندر، اپنے معاشرے میں، احمدی معاشرے میں، پیار اور محبت اور بھائی چارے کی فضا کو پیدا کریں اور پھر دنیا کو اس جھنڈے کے نیچے لائیں جو اللہ تعالیٰ کی توحید کا جھنڈا ہے، جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بلند کیا تھا تبھی ہم اپنی بیعت کے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ تبھی ہم بیعت کا حق ادا کرنے والے بن سکتے ہیں۔ تب ہی ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہو سکتے ہیں اور تب ہی ہم نئے سال کی مبارکباد دینے اور لینے کے مستحق قرار دیے اسکتے ہیں۔“ (اخبارِ احمدیہ جرمنی 2021 صفحہ 1)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز تو ہمیں توجہ دلاتے رہتے ہیں اب ہمارا کام ہے کہ ہم ہر وہ کام کریں جن کو اللہ تعالیٰ نے کرنے کا حکم دیا ہے اور ہر اس کام سے بچیں جس سے دور رہنے کی ہدایت فرمائی۔ اپنی نمازیں دلی تڑپ اور محبت سے ادا کریں نہ کہ بوجھ سمجھتے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے والے بنیں ورنہ ہم اس کے مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شمار نہ کیے جائیں گے۔ یہ رتبہ ہمیں نہیں مل سکتا جب تک کہ ہم پوری طرح آنحضرت ﷺ کی سنت کی پیروی نہ کریں۔ اپنے چندوں کا جائزہ لیں اور انہیں دلی اخلاص سے بروقت ادا کریں اگر اللہ تبارک و تعالیٰ کو راضی کرنا ہے تو ایک نمایاں اور پاک تبدیلی ہمیں اپنے اندر پیدا کرنا ہو گی ورنہ ہم لوگوں کو احمدیت کی طرف کس منہ سے دعوت دیں اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم قرانِ پاک کی تعلیم کے عملی نمونے قائم کرنے والے ہوں۔ اپنے گھروں میں امن قائم کرنے والے بلکہ ساری دنیا میں امن قائم کرنے والے بن جائیں اور ہر آنے والا سال اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ساتھ لے کر آئے۔ آمین ثم آمین۔

فہرست مضامین

القرآن الکریم	2
حدیث نبوی ﷺ	2
کلام الامام	3
نظم	4
خطبہ جمعہ	5
دنیا کا پہلا مذہب	14
نظم	17
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلیغی خطوط	18
سوشل میڈیا کے فوائد	21
سقراط	24
دھنک کے رنگ آپ کے سنگ	26
پکوان	29
صحت کارنر	30
اُمّ المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا	32
واقفات کارنر	33
دعائیہ اعلانات	34
ناصرات کارنر	35

مجلسِ ادارت

امیر جماعت ناروے
محترم چوہدری ظہور احمد صاحب

صدر لجنہ اماء اللہ
محترمہ بلقیس اختر صاحبہ

نیشنل سیکرٹری اشاعت
منصورہ نصیر

نائبہ سیکرٹری اشاعت
صدیقہ وسیم

مدیرہ حصہ نارویجن
شائستہ باسط

پروف ریڈنگ حصہ اردو
صدیقہ وسیم
طاہرہ زرتشت

گرافک ڈیزائنر
فاکہہ چوہدری
فریدہ ظہور
ضویا سامہ شاہد
صوفیہ خلیل
خافیہ شاہد

پرنٹنگ
شمسہ خالد

شائع کردہ
شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ ناروے

Baitun Nasr Moské
Søren Bulls vei 1
1051 Oslo
kontakt@ahmadiyya.no

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے

القرآن الکریم

وَ الَّذِیۡنَ صَبَرُوا ابۡتِغَآءَ وَجۡہِ رَبِّہِمۡ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً وَّ یَدۡرَءُوۡنَ بِالۡحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ عُقۡبَی الدَّارِ ﴿۲۳﴾

ترجمہ: اور وہ لوگ جنہوں نے اپنے ربّ کی رضا کی خاطر صبر کیا اور نماز کو قائم کیا اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے چھپا کر بھی اور علانیہ بھی خرچ کیا اور جو نیکیوں کے ذریعہ برائیوں کو دور کرتے رہتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے گھر کا (بہترین) انجام ہے۔

(الرعد:23)

حدیث نبوی ﷺ

عَنْ سِعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ اَخْبَرَہُ انَّ رَسُوْلَ ا للّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّکَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَۃً تَبْتَغِیْ بِھَا وَجْہَ اللّٰہِ اِلَّا اُجِرْتَ عَلَیْھَا حَتّٰی مَا تَجْعَلُ فِیْ فَمِ امْرَأَتِکَ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تکالیف کے وقت اس کی دعاؤں کو قبول کرے تو اسے چاہیے کہ فراخی اور آرام کے وقت بکثرت دعا کرے۔

(حدیقۃ الصالحین، ایڈیشن 2003ء، صفحہ 698)

کلام امام الزّماں علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”دنیا میں انسان مال سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے۔ اسی واسطے علم تعبیر الرؤیا میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دیکھے (خواب میں یہ دیکھے) کہ اس نے جگر نکال کر کسی کو دیا ہے تو اس سے مراد مال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حقیقی اتقاء اور ایمان کے حصول کے لیے فرمایا: **لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّحَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ** کہ حقیقی نیکی کو ہرگز نہ پاؤ گے جب تک کہ تم عزیز ترین چیز نہ خرچ کرو گے۔ کیونکہ مخلوق الٰہی کے ساتھ ہمدردی اور سلوک کا ایک بڑا حصہ مال کے خرچ کرنے کی ضرورت بتلاتا ہے اور ابنائے جنس اور مخلوق الٰہی کی ہمدردی ایک ایسی شے ہے جو ایمان کا دوسرا جزو ہے جس کے بدُوں ایمان کامل اور راسخ نہیں ہوتا۔ جب تک انسان ایثار نہ کرے دوسرے کو نفع کیونکر پہنچا سکتا ہے۔ دوسرے کی نفع رسانی اور ہمدردی کے لیے ایثار ضروری شے ہے اور اس آیت میں **لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّحَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ**۔ میں اسی ایثار کی تعلیم اور ہدایت فرمائی گئی ہے۔

پس مال کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی انسان کی سعادت اور تقویٰ شعاری کا معیار اور محک ہے۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں للّٰہی وقف کا معیار اور محک وہ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ضرورت بیان کی اور وہ کل اثاث البیت لے کر حاضر ہو گئے۔“

(ملفوظات جلد2 صفحہ 95-96۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:

”یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیزوں سے محبت نہیں کر سکتے اور تمہارے لیے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی، صرف ایک سے ہی محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے اور اگر تم میں سے کوئی خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادے سے آتا ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد3 صفحہ 749)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ منظوم کلام

مناجات اور تبلیغ حق

دیکھ لو میل و محبت میں عجب تاثیر ہے
ایک دل کرتا ہے جھک کر دوسرے دل کو شکار

کوئی رہ نزدیک تر راہ محبت سے نہیں
طے کریں اس راہ سے سالک ہزاروں دشت خار

اس کے پانے کا یہی اے دوستو اک راز ہے
کیمیا ہے جس سے ہاتھ آجائے گا زر بے شمار

تیر تاثیر محبت کا خطا جاتا نہیں
تیر اندازو! نہ ہونا سست اس میں زینہار

ہے یہی اک آگ تا تم کو بچاوے آگ سے
ہے یہی پانی کہ نکلیں جس سے صدہا آبشار

اس سے خود آکر ملے گا تم سے وہ یار ازل
اس سے تم عرفان حق سے پہنو گے پھولوں کے ہار

وہ کتاب پاک و برتر جس کا فرقاں نام ہے
وہ یہی دیتی ہے طالب کو بشارت بار بار

جن کو ہے انکار اس سے سخت ناداں ہیں وہ لوگ
آدمی کیوں کر کہیں جب ان میں ہے حمق حمار

کیا یہی اسلام کا ہے دوسرے دینوں پہ فخر
کر دیا قصوں پہ سارا ختم دیں کا کاروبار

مغز فرقان مطہّر کیا یہی ہے زہد خشک
کیا یہی چوہا ہے نکلا کھود کر یہ کوہسار

گر یہی اسلام ہے بس ہو گئی امّت ہلاک
کس طرح رَہ مل سکے جب دیں ہی ہو تاریک و تار

(از دُرِّ ثمین، ایڈیشن 1996ء، صفحہ 141)

خطبہ جمعہ

بیان فرمودہ سیّدنا امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مورخہ 29 جنوری 2006ء بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن، برطانیہ

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ تلاوت فرمائی: اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

(البقرۃ:275)

آج مَیں وقف جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان کروں گا۔ عموماً جنوری کے پہلے ہفتہ میں پہلے جمعہ میں اس کا اعلان ہوتا ہے، یا بعض دفعہ دسمبر کے آخر میں بھی ہوتا رہا۔ سفر پر ہونے کی وجہ سے مَیں نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ واپس جا کر انشاء اللہ اعلان ہو گا۔ اللہ تعالیٰ آج توفیق دے رہا ہے۔

وقف جدید کی تحریک بھی جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جاری کردہ تحریک ہے جس کو 1957ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جاری فرمایا تھا اور صرف پاکستان کے احمدیوں کے لیے یہ تحریک تھی۔ پاکستان سے باہر کے احمدیوں میں سے اگر کوئی اپنی مرضی سے اس میں حصہ لینا چاہتا تھا تو لے لیتا تھا۔ خاص طور پر اس بارے میں تحریک نہیں کی جاتی تھی کہ وقف جدید کا چندہ دیا جائے۔ اُس وقت جب یہ جاری کی گئی تو **حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر میں پاکستان کی جماعتوں کے لیے دو خاص مقاصد تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ وقف جدید کی انجمن بنائی تو اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو ممبر مقرر فرمایا اور آپ کو جو ہدایات دیں وہ خاص طور دو باتوں پر زور دینے کے لیے تھیں۔ ایک تو یہ کہ پاکستان کی دیہاتی جماعتوں کی تربیت کی طرف توجہ دی جائے جس میں کافی کمزوری ہے اور دوسرے ہندوؤں میں تبلیغ اسلام کا کام۔ خاص طور پر سندھ کے علاقہ میں بہت بڑی تعداد ہندوؤں کی ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بڑی فکر تھی کہ دیہاتی جماعتوں میں تربیت کی بہت کمی ہے خاص طور پر بچوں میں اور اکثریت جماعت کے افراد کی**

دیہاتوں میں رہنے والی ہے اور اگر ان کی تربیت میں کمی ہوگی تو پھر آئندہ بہت ساری خرابیاں پیدا ہو جائیں گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مجھے وقف جدید کا ممبر مقرر فرمایا اور فرمایا کہ سارا جائزہ لو کہ تربیت کی کیا کیا صورتحال ہے۔ تو کہتے ہیں کہ جب مَیں نے جائزہ لیا تو تربیت اور دینی معلومات کے بارے میں انتہائی بھیانک صورتحال سامنے آئی کہ بچوں کو سادہ نماز بھی نہیں آتی تھی اور تلفّظ کی غلطیاں اتنی تھیں کہ کلمہ بھی صحیح طرح نہیں پڑھ سکتے تھے حالانکہ کلمہ بنیادی چیز ہے جس کے بغیر مسلمان مسلمان ہی نہیں کہلا سکتا۔ بہرحال اُس وقت پاکستان میں ان معلمین کے ذریعہ جن کو معمولی ابتدائی ٹریننگ دے کر میدان عمل میں بھیج دیا جاتا تھا وقف جدید نے ان دو اہم کاموں کو سرانجام دینے کا بیڑا اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی محنت اور قربانی کے جذبے سے اس کام کو سرانجام دیا۔ سندھ میں ہندوؤں کے علاقے میں تبلیغ کا کام ہوا یہ بھی بہت مشکل کام تھا۔ یہ ہندو جو تھروں میں وہاں کے رہنے والے تھے۔ وہاں بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے مزدوری کے لیے سندھ کے آباد علاقہ میں آیا کرتے تھے تو یہاں آ کر مسلمان زمینداروں کی بدسلوکی کی وجہ سے وہ اسلام کے نام سے بھی گھبراتے تھے۔ غربت بھی ان کی عروج پر تھی۔ بڑی بڑی زمینیں تھیں، پانی نہیں تھا اس لیے کچھ کر نہیں سکتے تھے۔ آمد نہیں تھی اور اسی غربت کی وجہ سے مسلمان زمیندار جن کے پاس یہ کام کرتے تھے انہیں تنگ کیا کرتے تھے اور ان سے بیگار بھی لیتے تھے۔ یا اتنی معمولی رقم دیتے تھے کہ وہ بیگار کے برابر ہی تھی۔ اسی طرح عیسائی مشنوں نے جب یہ دیکھا کہ ان کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے تو ان کی غربت کا فائدہ اٹھا کر عیسائیوں نے بھی اِن کو امداد دینی شروع کی اور اس کے ساتھ تبلیغ کر کے، لالچ دے کر عیسائیت کی طرف ان ہندوؤں کو مائل کرنا شروع کیا تو یہ ایک بہت بڑا کام تھا جو اس زمانے میں وقف جدید نے کیا اور اب تک کر رہی ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور بڑے سالوں کی کوششوں کے بعد اس علاقے میں احمدیت کا نفوذ ہونا شروع ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ جو اُس وقت وقف جدید کے ناظم ارشاد تھے بیان کرتے ہیں کہ جب ہمیں کامیابیاں ہونی شروع ہوئیں تو مولویوں نے ہندوؤں کے پاس جا کر یہ کہنا شروع کر دیا کہ تم یہ کیا غضب کر رہے ہو، احمدی ہونے سے تو بہتر ہے ہندو ہی رہو۔ ایک خدا کا نام پکارنے سے تو بہتر ہے کہ مشرک ہی رہو یہ مسلمانوں کا حال ہے۔ تو بہرحال ان سب مشکلات کے باوجود اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور بڑا فضل فرمایا۔ تھر کے علاقے مِٹھّی اور نگرپارکر وغیرہ میں آگے بھی جماعتیں قائم ہونا شروع ہوئیں، ماشاء اللہ اخلاص میں بھی بڑھیں، ان میں سے واقف زندگی بھی بنے اور اپنے لوگوں میں تبلیغ کر کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو متعارف کروایا، اس کا پیغام پہنچاتے رہے۔ جب ربوہ میں جلسے ہوتے تھے تو جلسے پر یہ لوگ ربوہ آیا کرتے تھے۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ انتہائی مخلص اور بڑے اخلاص و وفا میں ڈوبے ہوئے لوگ تھے۔ اب تو ماشاء اللہ ان لوگوں کی اگلی نسلیں بھی احمدیت کی گود میں پلی بڑھی ہیں اور اخلاص میں بڑھی ہوئی ہیں بڑی مخلص ہیں۔ شروع زمانے میں وسائل کی کمی کی وجہ سے وقف جدید کے معلمین جنہوں نے میدان عمل میں کام کیا وہ بڑی تکلیف میں وقت گزارا کرتے تھے۔ ان علاقوں میں طبی امداد کی، میڈیکل ایڈ (Medical Aid) کی سہولتیں بھی نہیں تھیں۔ اس لیے اپنے لیے بھی اور وہاں کے رہنے والے لوگوں کے لیے بھی کچھ دوائیاں، ایلوپیتھی اور ہومیوپیتھی وغیرہ ساتھ رکھا کرتے تھے۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں موبائل ڈسپنسری ہے، دیہاتوں میں جاتی ہے، میڈیکل کیمپ بھی لگتے ہیں۔ باقاعدہ کوالیفائڈ (Qualified) ڈاکٹر وہاں جاتے ہیں۔ اسی طرح جماعت نے مِٹھی میں ایک بہت بڑا ہسپتال بنایا ہے۔ اس میں آنکھوں کا ایک وِنگ (Wing) بھی ہے۔ تو وقف جدید کی تحریک میں پاکستان کے احمدیوں نے اپنی تربیت اور تبلیغ کے لیے اُس زمانے میں بڑھ چڑھ کر قربانیاں پیش کیں اور اللہ کے فضل سے اب تک کر رہے ہیں اور کام میں بھی اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت وسعت پیدا ہو چکی ہے اور کام بہت آگے بڑھ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس طرح جماعت پر فضل فرما رہا ہے یہ تو بڑھتا ہی رہنا ہے۔

یہاں ایک بات جو مَیں اس خطبہ کے ذریعہ سے سندھ کے علاقے کے احمدی زمینداروں کو کہنا چاہتا ہوں اور اسی بات پہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی توجہ دلائی تھی کہ یہ جو ہندو اس علاقے میں رہنے والے ہیں یا ان میں سے جو مسلمان ہو چکے ہیں، بڑے غریب لوگ ہیں۔ وہ اس غربت کی وجہ سے سندھ کے آباد علاقے میں جہاں پانی کی

سہولت ہے مزدوری کی غرض سے آتے ہیں اور بڑی محنت سے مزدوری کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ یہ جو احمدی زمیندار ہیں یہ حسن سلوک کیا کریں۔ یہ پیار ہی ہے جو ان لوگوں کو مزید قریب لائے گا اور اللہ تعالیٰ وہاں کے احمدیوں کی قربانیوں کو انشاء اللہ پھل عطا فرمائے گا۔ اس لیے اس طرف خاص توجہ دینی چاہیے۔ بہر حال یہ مختصر پس منظر، یہ حالات مَیں نے اس لیے بتائے ہیں تا کہ نئی نسل کے لوگوں کو اور نئے آنے والوں کو بھی اس تحریک کا مختصر تعارف ہو جائے کیونکہ اب تو وقف جدید کی یہ تحریک تمام دنیا میں جاری ہے، لوگ اس کے چندے کی ادائیگی کرتے ہیں۔ جہاں تک پاکستان کا سوال ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستانی احمدیوں نے اپنے اخراجات تو آپ سنبھالے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو کسی بیرونی امداد کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن 1985ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے وقف جدید کی تحریک کو، یعنی مالی قربانی کی تحریک کو ساری دنیا پہ پھیلا دیا، تا کہ دنیا میں جو احمدی آباد ہیں خاص طور پر یورپ اور امریکہ وغیرہ میں ان کے چندوں سے ہندوستان میں بھی وقف جدید کے نظام کو فعال کیا جائے اور وہاں زیادہ سے زیادہ تربیت و تبلیغ کا کام کیا جائے اور جس علاقے میں خلافت ثانیہ کے دور میں کسی زمانے میں شُدھی کی تحریک چلی تھی اور جس کے توڑ کے لیے جماعت نے اس وقت بڑے عظیم کام کیے تھے بڑی قربانیاں دی تھیں اس علاقے میں رہ کر تبلیغ کی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1985ء میں فرمایا تھا کہ اس علاقے میں دوبارہ تشویشناک صورتحال ہے اس لیے ہندوستان کی جماعتوں کو اس طرف توجہ دینی چاہیے اور وسیع منصوبہ بندی کرنی چاہیے۔ اور اخراجات کے لیے آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ باہر سے رقم آجائے گی۔ اس لیے پھر جیسا کہ **مَیں نے کہا باہر کی جماعتوں میں بھی وقف جدید کی یہ تحریک جاری کی گئی تا کہ باہر کی جماعتیں بھی اس نیک کام میں ہندوستان کی جماعتوں کی مدد کریں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے باہر کی جماعتیں اس تحریک میں بھی مالی قربانی کے لیے لبیک کہنے والی بنیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال وقف جدید میں بھی باقی چندوں کی طرح اضافہ ہو رہا ہے۔ جوں جوں اللہ تعالیٰ کام میں وسعت دے رہا ہے جتنا جتنا کام پھیل رہا ہے اخراجات بڑھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ وسائل بھی مہیا فرما رہا ہے۔** لیکن جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ جماعت کے بڑی تیزی سے ترقی کی طرف قدم بڑھ رہے ہیں اور اس لحاظ سے ضروریات بھی بہت تیزی سے بڑھ رہی ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فضل فرما رہا ہے ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ لیکن ہمیں اس طرف توجہ دینے کی بھی ضرورت ہے تا کہ ہم بھی ان مالی قربانیوں میں حصہ لے کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن سکیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے افراد جماعت پر بھی انفرادی طور پر بہت فضل ہو رہے ہیں۔ اس لیے ہمیشہ کی طرح اپنی قربانیوں کی طرف بھی خاص توجہ رکھیں تا کہ جو کمزور جماعتیں ہیں ہم ان کی مدد کر سکیں۔ ہندوستان کی نئی جماعتیں بھی ہیں اور افریقہ کی جماعتیں بھی ہیں جو بہت معمولی مالی وسعت رکھتی ہیں۔ گو کہ قربانی کی کوشش کرتی ہیں لیکن جتنی بھی ان کی وسعت ہے اس کے لحاظ سے، اپنے حالات کے لحاظ سے۔ تو ان کی مدد کرنے کے لیے، تربیت و تبلیغ کے لیے، ان کی قربانیوں میں جو کمی رہ گئی ہے، اس کو پورا کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔ اس لیے بیرونی جماعتیں یا ان مغربی ملکوں کی جماعتیں جن کی کرنسی مضبوط ہے، انہیں خدمت دین اور دین کی مدد کے جذبے کے تحت ہمیشہ قدم آگے بڑھاتے چلے جانا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے مالی قربانی کرنے والوں کو اپنے فضلوں کو حاصل کرنے والا بتایا ہے۔ جو آیت مَیں نے تلاوت کی اس میں بھی یہی فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رات اور دن اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کا جو اجر ہے وہ میرے پاس ہے اور جس کو مَیں نے اجر دینا ہے اس کو اس بات کا خوف بھی نہیں ہونا چاہیے کہ چندے دے کر ہمارا کیا بنے گا، ہماری اَور مالی ضروریات ہیں۔ یہ خیال بھی تمہیں کبھی نہیں آنا چاہیے کہ مالی قربانیوں سے تمہارے مالوں میں کچھ کمی ہو گی۔ ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں ان لوگوں کو جو میری خاطر قربانیاں دیتے ہیں، سات سو گنا تک بڑھا کر بلکہ اس سے بھی زیادہ اجر دیتا ہوں۔ پس کسی غم اور کسی خوف کا تو سوال ہی نہیں ہے، ہمیشہ ہر احمدی کو مالی قربانیوں میں آگے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ **چندہ دینے سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے اور یہ محبت اور اخلاص کا کام ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے محبت اور رسول سے محبت کا تقاضا ہے کہ قربانی میں ہمارے قدم ہمیشہ آگے بڑھتے رہیں۔ اپنے ایمان کو مضبوط کرنے کے لیے اور اللہ تعالیٰ کے**

حکموں پر عمل کرنے کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں ہم شامل ہوئے ہیں تو اس محبت اور اخلاص کا تقاضا ہے کہ اصلاح اور تربیت کے لیے جب مالی قربانی کی ضرورت پڑے تو ہر احمدی ہمیشہ اپنی روایات کو قائم رکھتے ہوئے قربانی میں آگے سے آگے بڑھتا رہے۔

اسی طرح جو مختلف ملکوں کے نومبائعین ہیں انہیں بھی یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ہماری ضرورتیں باہر کی جماعتیں پوری کریں گی۔ ہر جماعت نے اپنے پاؤں پر خود کھڑا ہونا ہے تاکہ تربیت و تبلیغ کے دوسرے منصوبوں پہ توجہ دی جائے۔ جماعت کی ترقی کے دوسرے منصوبوں پر توجہ دی جائے جن کے لیے بہت سے اخراجات کی ضرورت ہوتی ہے۔ آج کل کے اس ترقی یافتہ دور میں جب ایک طرف ایجادات کی ترقی ہے تو ساتھ ہی اخلاقی گراوٹ کی بھی انتہا ہو چکی ہے۔ اپنی نسلوں کو اس سے بچانے اور دنیا کو صحیح راستہ دکھانے کے لیے بہت زیادہ کوشش کی ضرورت ہے اور ظاہر ہے اس کام کو سرانجام دینے کے لیے فنڈز کی ضرورت ہوتی ہے، رقم کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس وقت محسوس کیا تھا کہ تربیت کی بہت ضرورت ہے، آج کل بھی کافی تعداد کے لیے اور جو نومبائعین آ رہے ہیں ان کے لیے جس وسیع پیمانے پر ہمیں منصوبہ بندی کرنی چاہئے وہ ہم نہیں کر سکتے۔ اس میں بہت سی وجوہات ہیں اور ایک بڑی وجہ مالی وسائل کی کمی بھی ہے۔ گو کہ ہم جتنا کام پھیلاتے ہیں اللہ تعالیٰ کام پورا کرتا ہے۔ لیکن جب وہاں تک پہنچتے ہیں تو پتہ لگتا ہے کہ اس سے زیادہ بھی کر سکتے تھے۔ اگر ہر جگہ معلم بٹھائیں اور بہت سارے افریقین ممالک ہیں، ہندوستان کی بعض جماعتیں ہیں، جہاں بجلی کا انتظام نہیں ہے وہاں بجلی کا انتظام کر کے ایم ٹی اے مہیا کریں جو ایک تربیت کا بہت بڑا ذریعہ ہے اور اسی طرح کی اور منصوبہ بندی کریں تو اس کے لیے بہت بڑی رقم کی ضرورت ہے۔

جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوشش کرتی ہے کہ کم از کم وسائل کو زیر استعمال لا کر زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جائے۔ یہ معاشیات کا سادہ اصول ہے۔ اور دوسری دنیا میں تو پتہ نہیں اس پر عمل ہو رہا ہے کہ نہیں لیکن جماعت اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتی ہے اور کرنی چاہیے۔ جو بھی جماعتی عہدیدار منصوبہ بندی کرنے والے یا کام کرنے والے یا رقم خرچ کرنے والے مقرر کیے گئے ہوں ان کو ہمیشہ اس کے مطابق سوچنا چاہیے اور منصوبہ بندی کرنی چاہیے۔ بعض دفعہ بے احتیاطیاں بھی ہو جاتی ہیں اس لیے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ جو ذمہ دار افراد ہیں وہ اس بات کا ہمیشہ خیال رکھا کریں کہ جماعت کا ایک ایک پیسہ بامقصد خرچ ہونا چاہیے۔ **جماعت میں اکثریت ان غریب لوگوں کی ہے جو بڑی قربانی کرتے ہوئے چندے دیتے ہیں اس لیے ہر سطح پر نظام جماعت کو اخراجات کے بارے میں احتیاط کرنی چاہیے کہ ہر پیسہ جو خرچ ہو وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے خرچ ہو اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی پر خرچ ہو۔ جب تک ہم اس روح کے ساتھ اپنے اخراجات کرتے رہیں گے، ہمارے کاموں میں اللہ تعالیٰ بے انتہا برکت ڈالتا رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ ابھی تک جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک ہے کہ جہاں کسی کام پر دوسروں کا ایک ہزار خرچ ہو رہا ہو وہاں جماعت کو ایک سو خرچ کر کے وہ مقاصد حاصل ہو جاتے ہیں۔ تو جب تک اس طرح جماعت احتیاط کے ساتھ خرچ کرتی رہے گی، برکت بھی پڑتی رہے گی۔** جہاں قربانیاں کرنے والے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے اپنی قربانیاں تمام قسم کی بدظنیوں سے بالا ہو کر پیش کریں گے اور جماعت کے افراد اسی سوچ کے ساتھ کرتے ہیں ان کو پتہ ہے کہ خرچ کرنے والے احتیاط سے خرچ کرنے والے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ برکت ڈالتا ہے۔

بعض لوگ ایسے بھی ہیں، چند ایک ہی ہیں، جو مالی لحاظ سے بہت وسعت رکھتے ہیں لیکن چندے اس معیار کے نہیں دیتے اور یہ باتیں کرتے ہوئے سنے گئے ہیں کہ جماعت کے پاس تو بہت پیسہ ہے اس لیے جماعت کو چندوں کی ضرورت نہیں ہے، جو ہم دے رہے ہیں ٹھیک ہے۔ جماعت کے پاس بہت پیسہ ہے یا نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے پیسے میں جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے کہ برکت بہت زیادہ ہے۔ اس لیے معترضین اور مخالفین کو بھی یہ بہت نظر آتا ہے۔ معترضین تو شاید اپنی بچت کے لیے کرتے ہیں اور مخالفین کو اللہ تعالیٰ ویسے ہی کئی گنا کر کے دکھا رہا ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ برکت ڈالتا ہے اور بے انتہا برکت ڈالتا ہے۔ مَیں نے یہاں بعض اپنوں کا ذکر کیا تھا جو کہتے ہیں کہ پیسہ بہت ہے اس لیے یہ بھی ہونا چاہیے اور یہ بھی ہونا چاہیے اور خود ان کے چندوں کے معیار اتنے نہیں ہوتے۔ عموماً جماعت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی منصوبہ بندی سے خرچ کرتی ہے۔اس لیے ایسی باتیں کرنے والے بے فکر رہیں اور چندہ نہ دینے کے بہانے تلاش کرنے کی بجائے اپنے فرائض پورے کریں۔ چندوں کی تحریک تو ہمیشہ جماعت میں ہوگی،ہوئی اور ہوتی رہے گی کہ ایمان میں مضبوطی کے لیے یہ ضروری ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ہمیں بتایا ہے۔دنیا کی تمام منصوبہ بندیوں میں مال کی ضرورت پڑتی ہے، اس کا بہت زیادہ دخل ہے اور یہ منصوبہ بندی جس میں مال دین کی مضبوطی کے لیے خرچ ہو رہا ہو اور جس کے خرچ کرنے والے کو اللہ تعالیٰ یہ ضمانت دے رہا ہو کہ تمہارے خوف بھی دور ہوں گے اور تمہارے غم بھی دور ہوں گے اور اجر بھی اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اتنا اجر ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں تو اس سے زیادہ مال کا اور کیا بہتر استعمال ہو سکتا ہے۔ ہر دینے والا جب اس نیت سے دیتا ہے کہ مَیں دین کی خاطر دے رہا ہوں تو اس نے اپنا ثواب لے لیا۔کس طرح خرچ کیا جا رہا ہے، اول تو صحیح طریقے سے خرچ ہوتا ہے۔اور اگر کہیں تھوڑی بہت کمزوری ہے بھی تو چندہ دینے والے کو بہر حال ثواب مل گیا۔ اس لیے ہمیشہ ہر وہ احمدی جس کے دل میں کبھی انقباض پیدا ہو وہ اپنے اس انقباض کو دور کرے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ بڑی بڑی سلطنتیں بھی آخر چندوں پر ہی چلتی ہیں۔فرق صرف یہ ہے کہ دنیاوی سلطنتیں زور سے ٹیکس لگا کر وصول کرتی ہیں اور یہاں ہم رضا اور ارادے پر چھوڑتے ہیں۔پس اللہ تعالیٰ بندے کی مرضی پر چھوڑ کر پھر اس کا اجر بھی بے حساب دیتا ہے۔پابند نہیں کر رہا کہ اتنا ضرور دینا ہے۔ چھوڑ بھی بندے کی مرضی پر رہا ہے، ساتھ فرما رہا ہے جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا اجر بھی دوں گا۔ صرف یہ ہے کہ خرچ کرنے والے کی نیت نیک ہونی چاہیے۔اس سے زیادہ سستا اور عمدہ سودا اور کیا ہو سکتا ہے۔

ہندوستان کی جماعتوں کو بھی مَیں کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کو رقمیں تو مہیا ہو جاتی ہیں جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا تربیتی اور تبلیغی پروگراموں میں گنجائش موجود ہے اس لیے جتنا وہاں کام ہونا چاہیے تھا اتنا نہیں ہو رہا۔اس لیے اس طرف پھر ایک نئے ولولے اور جوش کے ساتھ توجہ دیں۔گزشتہ سال جب قادیان گئے تو توجہ دلانے پر بہتری کی طرف ہل جل تو پیدا ہوئی ہے۔مالی قربانی کے جو انہوں نے اعداد و شمار بھجوائے ہیں ان سے بھی پتہ چلتا ہے کہ تربیت کی طرف توجہ ہے اور اسی وجہ سے پھر مالی قربانی کی طرف بھی لوگوں کی توجہ ہوئی ہے۔وقف جدید میں مالی قربانی کرنے والوں کی تعداد میں اس سال انہوں نے 4 ہزار کا اضافہ کیا ہے۔لیکن یہ بات شاید پہلی دفعہ ہے کہ جو بجٹ انہوں نے بنایا تھا اور پچھلے سال سے بڑھ کر بنایا تھا اس بجٹ سے انہوں نے نومبائعین کے علاقے میں دو لاکھ 30 ہزار زائد وصولی بھی کر لی ہے اور فی کس ادائیگی میں بھی اضافہ ہوا ہے۔چاہے معمولی اضافہ ہے لیکن ان کے لحاظ سے یہ معمولی اضافہ بھی بہت ہے۔گو پانچ ساڑھے پانچ روپے کے قریب اضافہ ہے اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ چندہ دینے والوں کی اکثریت نومبائعین یا چند سال پہلے کے بیعت کنند گان کی ہے۔پس اس طرف مزید توجہ کریں۔ہندوستان کی جماعتیں ابھی تک اپنے اخراجات کا یعنی وقف جدید پر ہونے والے اخراجات کا تقریباً تین فیصد اپنے وسائل سے پورا کر رہی ہیں۔یہ مختصر کوائف جو مَیں نے دیئے ہیں یہ ہندوستان کی جماعتوں کو توجہ دلانے والے ہونے چاہئیں۔اس طرح جو بیعتوں کی تعداد ہے اس حساب سے بھی شمولیت میں بہت گنجائش ہے۔اگلے سال ہندوستان کو بھی اپنے لیے کم از کم شامل ہونے والوں کا 5لاکھ کا ٹارگٹ رکھنا چاہیے۔مجھے امید ہے انشاءاللہ دعاؤں اور توجہ سے اس کام میں پڑیں گے تو کوئی مشکل نظر نہیں آئے گی۔

جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1985ء میں **یہ تحریک تمام دنیا کے لیے کر دی تھی اور مقصد ہندوستان کی جماعتوں کی مدد کرنا تھا۔اعداد و شمار سے آپ دیکھ چکے ہیں کہ ہندوستان اپنے وسائل سے فی الحال تین فیصد اخراجات پورے کر رہا ہے اور 97 فیصد اخراجات باہر کی دنیا پورے کرتی ہے اور اس میں یورپ اور امریکہ کے بڑے ممالک ہیں۔اس سال یورپ اور امریکہ کے ممالک کی وقف جدید میں کل وصولی بمشکل ہندوستان کے خرچ پورے کر رہی ہے۔ اور افریقہ کی جماعتوں کے بہت سارے اخراجات دوسری مدات سے پورے کئے جاتے ہیں۔تو ان ممالک کو جو مغرب کے ممالک ہیں بھارت اور افریقہ کے وقف جدید کے اخراجات پورے کرنے کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے۔**اس سوچ کے ساتھ قربانی ہونی چاہیے۔یہاں گنجائش موجود

ہے یہ مَیں نے جائزہ لیا ہے۔ مَیں ایک دفعہ پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ عموماً یہاں دوسرے اخراجات اور منصوبوں کا عذر کیا جاتا ہے کہ وہاں زیادہ خرچ ہو گیا، اَور منصوبے شروع ہو گئے اس لیے اس میں اتنی کمی رہ گئی۔ تو یہ جو منصوبے ہیں یا دوسرے اخراجات ہیں، یہ پاکستان میں بھی ہیں لیکن وہاں قربانی کے معیار بڑھ رہے ہیں۔ جیسے سپرنگ کو جتنا زیادہ دباؤ اتنا زیادہ وہ اچھل کر باہر آتا ہے اور جو چیز اس پر پڑے اس کو اچھال کر پھینکتا ہے۔ تو احمدیوں کے حالات جتنے بھی وہاں خراب ہوتے ہیں اتنا زیادہ اچھل کر ان کی قربانیوں کے معیار بڑھ رہے ہیں اور باہر آ رہے ہیں۔ اور دوسری دنیا میں بھی جہاں جہاں بھی کوئی سختی جماعت پہ آئی وہاں قربانیوں کے معیار بڑھے ہیں۔ تو مغربی دنیا اس انتظار میں نہ رہیں کہ ضرور حالات خراب ہوں تو ہم نے قربانیاں بڑھانی ہیں بلکہ اپنے ان بھائیوں کے لیے قربانیوں کی طرف مزید توجہ دیں۔ ہاں تو مَیں مغربی ممالک کی گنجائش کی بات کر رہا تھا۔ تو سب سے پہلے مَیں کینیڈا کو لیتا ہوں۔ یہاں بھی اکثریت پاکستانی احمدیوں کی ہے اور شاید 25-20 ہزار سے زیادہ تعداد ہے۔ ان پاکستانی احمدیوں کو جو وہاں رہتے ہیں میں کہتا ہوں کہ آپ پر ہندوستان کا بہت حق ہے۔ اکثر کی جڑیں وہیں سے شروع ہوتی ہیں۔ کینیڈا میں وقف جدید میں شامل افراد کی تعداد صرف 12,862 ہے اور فی کس 40 کینیڈین ڈالرز ہے جبکہ تعداد اور قربانی کی استعداد دونوں میں یہاں پہ گنجائش موجود ہے تو اس طرف توجہ کرنی چاہیے۔

پھر جرمنی ہے، جس کی فی کس قربانی 15 یورو ہے۔ شاملین ماشاء اللہ اچھی تعداد میں ہیں، 22 ہزار 500 کچھ۔ **بہر حال جرمنی میں بھی اکثریت پاکستانی ہے۔ 15 یورو میرے لحاظ سے کم ہے۔ اس طرف ان کو توجہ کرنی چاہیے۔ امریکہ ہے، ان کی ادائیگی ماشاء اللہ اچھی ہے 137 ڈالرز فی کس۔ لیکن وقف جدید میں چندہ دینے کی تعداد میں جو لوگ شامل ہیں ان میں اضافہ کی گنجائش موجود ہے۔ اور اب UK والے نہ سمجھیں کہ ان کو بھول گیا ہوں، پیش کر دیتا ہوں۔ تحریک جدید کے جو بعض اعداد و شمار مَیں نے پیش کیے تھے اس کے بعد کچھ ہل جل ہوئی تھی بعض جماعتوں میں بھی اور مرکزی طور پر بھی۔ تو یہاں بھی وقف جدید کا چندہ فی کس 34 پاؤنڈ ہے۔ اگر اس طرح لیں تو مہینے کا تقریباً پونے تین پاؤنڈز۔ اور میرا خیال ہے کہ آپ جو باہر جاتے ہیں تو ایک وقت میں اس سے زیادہ کے چپس وغیرہ اور دوسری چیزیں اپنے بچوں کو کھلا دیتے ہیں۔ اس میں شمولیت کی بھی کافی گنجائش ہے۔** 12024 کی تعداد میں شمولیت۔ اس سے اَور زیادہ تعداد بڑھ سکتی ہے۔ مَیں نے جو ریجنز کا جائزہ لیا ہے اس میں سکاٹ لینڈ ریجن کی شمولیت ماشاء اللہ سب سے اچھی ہے تقریباً 81 فیصد۔ اور اس کے بعد ساؤتھ ویسٹ ریجن ہے جس میں کارنوال وغیرہ شامل ہیں اس کی 80 فیصد شمولیت ہے۔ نارتھ ایسٹ ریجن کی 78 سے اوپر ہے۔ لیکن یہاں نارتھ ایسٹ میں باقی تو ٹھیک ہے سکنتھ روپ والے اکثر ڈاکٹر ہیں ان کی شمولیت بہت کم ہے۔ اور سب سے کم ساؤتھ ریجن میں 54 فیصد شمولیت ہے۔ تو شمولیت کے لحاظ سے کوشش کرنی چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد وقف جدید میں شامل ہو اور اس میں بچوں کو شامل کریں۔ آگے کوائف مَیں دوبارہ بتاؤں گا بلکہ یہاں مَیں بتا ہی دیتا ہوں اس سے متعلقہ ہی ہیں۔ تحریک جدید میں مَیں نے بریڈ فورڈ کو توجہ دلائی ان کے بڑے خط آئے تھے کہ ہم وقف جدید میں اس دفعہ یہ کر دیں گے وہ کر دیں گے۔ تو ایک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف جدید کی شمولیت میں بھی لندن مسجد کا جو علاقہ ہے وہ فی کس ادائیگی کے لحاظ سے نمبر ایک پر ہی ہے۔ 62 پاؤنڈز سے اوپر تقریباً 63 پاؤنڈز فی کس ہے۔ اور بریڈ فورڈ جنہوں نے بہت دعوے کیے تھے وہ 38 پاؤنڈز پر ہیں۔ اسی طرح برمنگھم بہت ہی نیچے ہے وہاں اچھے بھلے کھاتے پیتے لوگ ہیں، بہت بڑھ سکتے ہیں، مانچسٹر میں بڑھ سکتے ہیں۔ دوسری جماعت جو اپنے لحاظ سے اچھی قربانی کرنے والی ہے وہ ووسٹر پارک ہے۔

تو یہ اور ہندوستان کے کوائف مَیں نے اس لیے بتائے ہیں کہ آپ لوگوں کو ضرورت کا بھی اندازہ ہو جائے اور اپنی قربانی کا بھی۔ ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اتنا بوجھ نہ ڈالو جو برداشت نہ ہو سکے اور عفو پر عمل کرو یعنی اپنے بیوی بچوں کی ضروریات کا بھی خیال رکھو۔ ان کو پورا کرو۔ لیکن ضروریات کی بھی کوئی حد مقرر ہونی چاہیے اس کے بھی معیار ہونے چاہئیں۔ ورنہ اس زمانے میں جتنا دنیاوی چیزوں کی خواہش کرتے جائیں گے، خواہشیں بڑھتی جائیں گی اور قسم قسم کی جو چیزیں بازار میں دیکھتے ہیں وہ آپ کی خواہشات کو مزید بھڑکاتی ہیں تو اس لحاظ سے بھی دیکھنا چاہیے کہ عفو کی تعریف کیا ہے۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ایمانی حالت کی بہتری کے لیے بھی قربانی کی ضرورت ہے۔ تو اپنے بچوں میں بھی اس قربانی کی عادت ڈالیں تاکہ جب وہ بڑے ہوں تو ان کی خواہشات کی جو ترجیحات ہیں ان میں اللہ کی خاطر مالی قربانی سب سے اوّل نمبر پر ہو۔ اس سے ایک تو شاملین کی تعداد میں بھی اضافہ ہو گا اور جو عفو کے معیار ہیں وہ ترجیحات بدل جانے سے بدل جائیں گے۔ جو لوگ بچوں کو بھی جب جیب خرچ دیتے ہیں تو ان کو اس میں سے چندہ دینے کی عادت ڈالیں۔ عیدی وغیرہ میں سے چندہ دینے کی عادت ڈالیں، ان مغربی ممالک میں مَیں نے اندازہ لگایا ہے جیسا کہ پہلے بھی مَیں کہہ چکا ہوں کہ بازار سے کھانا برگر وغیرہ جو ہیں اور بڑے شوق سے کھائے جاتے ہیں اور جو مزے کے لیے کھائے جاتے ہیں، ضرورت نہیں ہے۔ اگر مہینے میں صرف دو دفعہ یہ بچا کر وقفِ جدید کے بچوں کے چندے میں دیں تو اسی سے وصولی میں 25 سے 30 فیصد تک اضافہ ہو سکتا ہے۔

تو وقفِ جدید کو جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے پاکستان میں بچوں کے سپرد کیا تھا۔ مَیں بھی شاید پہلے کہہ چکا ہوں، نہیں تو اب یہ اعلان کرتا ہوں کہ باہر کی دنیا بھی اپنے بچوں کے سپرد وقفِ جدید کی تحریک کرے اور اس کی ان کو عادت ڈالے تو بچوں کی بہت بڑی تعداد ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ بہت بڑے خرچ پورے کر لے گی اور یہ کوئی بوجھ نہیں ہو گا۔ جب آپ چھوٹی چھوٹی چیزوں میں سے بچت کرنے کی ان کو عادت ڈالیں گے اسی طرح بڑے بھی کریں اور اگر یہ ہو جائے تو ہندوستان کے اخراجات اور کچھ حد تک افریقہ کے اخراجات بھی پورے کیے جا سکتے ہیں۔ بہر حال اس مختصر تاریخ وقفِ جدید اور کوائف کے بعد مَیں مجموعی کوائف بھی بتا دیتا ہوں جس میں ملکوں کی پوزیشن ہو گی اور پاکستان کے شہروں کی پوزیشن بھی۔

مجموعی طور پر اللہ کے فضل سے جماعت نے 22 لاکھ 25 ہزار پاؤنڈز کی قربانی پیش کی ہے جو گزشتہ سال کی نسبت 83 ہزار پاؤنڈز زیادہ رہی ہے۔ اور اس میں گو کہ مقامی ملکوں کے مطابق قربانیوں کے معیار بڑھے ہیں لیکن پاؤنڈز کے مقابلے میں امریکہ اور پاکستان میں بھی کرنسی کا ریٹ بہت کم ہو گیا ہے۔ یعنی ان کی کرنسیوں کے معیار کم ہو گئے ہیں۔ دنیا بھر کی جماعتوں میں ریٹ (Rate) گرنے کے باوجود پاکستان نمبر ایک پہ ہے۔ امریکہ پہلے نمبر ایک پہ ہوتا تھا۔ ان کو شاید یہ احساس ہو کہ ہماری کرنسی شاید گری ہے اس لیے ہم دوسرے نمبر پر چلے گئے لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا پاکستان میں قربانیوں کے معیار بہت بڑھ گئے ہیں۔ غریبوں کا جذبہ قربانی جیت گیا ہے۔ پس پاکستان کے احمدیوں سے مَیں یہ کہتا ہوں کہ اس جذبے کو جو آپ میں پیدا ہو گیا ہے کبھی مرنے نہ دیں اور ہر مخالفت کی آندھی اس جذبے کو مزید ابھارنے والی ہو تاکہ آپ کی قربانیوں کے معیار بڑھتے چلے جائیں۔ تو مجموعی پوزیشن کے لحاظ سے پاکستان نمبر ایک پہ، امریکہ نمبر دو پہ، برطانیہ نمبر تین پہ، یہ انہوں نے Maintain رکھا ہوا ہے۔ جرمنی نمبر چار پہ، کینیڈا پانچ، ہندوستان چھ، انڈونیشیا سات، بیلجیئم آٹھ، آسٹریلیا نو اور دسویں نمبر پر سوئٹزرلینڈ ہے۔ لیکن فرانس بھی تقریباً ان کے قریب ہی ہے، معمولی فرق ہے۔ یورپین ممالک میں فرانس میں دعوت الی اللہ کا کام بہت اچھا ہو رہا ہے اور انہوں نے دُور کے فرنچ جزائر میں جا کر وہاں بھی تبلیغ کی ہے اور اچھے نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ فرانس کو چاہیے کہ تبلیغ کے ساتھ ساتھ اپنے نومبائعین کو چندوں میں بھی شامل کریں اور ان کو مالی قربانی کی بھی عادت ڈالیں۔ بیلجیئم کی بھی چندوں کی طرف توجہ ہو رہی ہے۔ وقفِ جدید میں شامل ہونے والے افراد چار لاکھ 92 ہزار سے اوپر ہیں۔ اور اس سال 26 ہزار 700 کا اضافہ ہوا ہے۔ اس میں بہت گنجائش ہے۔ اگر جماعتیں کوشش کریں تو بہت اضافہ ہو سکتا ہے۔

پاکستان میں کیونکہ اطفال اور بالغان کے دو مقابلے ہوتے ہیں پہلے بڑوں کا ہے۔ لاہور کی جماعت اوّل ہے، کراچی دوم ہے اور ربوہ سوئم ہے۔ اس کے بعد اضلاع میں راولپنڈی اوّل ہے۔ پھر سیالکوٹ، اسلام آباد، فیصل آباد، گوجرانوالہ، شیخوپورہ، میرپور خاص، سرگودھا، گجرات اور بہاولنگر۔ اور دفتر اطفال میں اوّل لاہور ہے دوم کراچی، سوئم ربوہ کی پوزیشن ہے۔ اور اضلاع میں اسلام آباد، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، راولپنڈی، شیخوپورہ فیصل آباد، میرپور خاص، سرگودھا، گجرات اور بہاولنگر۔ تقریباً وہی پوزیشن ہے۔ اللہ تعالیٰ سب احمدیوں کو جنہوں نے اللہ کے دین کی خاطر اپنی ضرورتوں کو قربان کیا اور مالی قربانی کی بہترین جزا دے اور ان کے اموال و نفوس میں برکت دے۔

دینی ضرورتوں میں تو وسعت پیدا ہوتی رہے گی اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انشاء اللہ تعالیٰ یہ ضرورتیں پوری کرتا رہے گا لیکن ہر احمدی ہمیشہ یاد رکھے کہ وہ اللہ کے فضل کو جذب کرنے کے لیے اس کی خاطر مالی قربانیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتا رہے۔ جماعت میں مختلف منصوبے ہمیشہ جاری رہتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ایک طرف قربانی دی تو دوسری طرف قربانی کے لیے تھک کر بیٹھ گئے۔ ہمیشہ یاد رکھیں جہاں بیٹھے وہاں پھر کمزوریوں پہ کمزوریاں آنی شروع ہو جاتی ہیں۔ اس لیے کبھی اس سوچ کو ذہن میں نہ آنے دیں کہ فلاں جگہ قربانی کر دی تو کافی ہے۔ اگلے جہان میں کام آنے والا بہترین مال وہ ہے جو اللہ کی راہ میں قربان کیا گیا ہو۔ آج کل جماعتوں میں، دنیا میں ہر جگہ مسجدوں کی تعمیر کی طرف بہت توجہ ہو رہی ہے۔ کسی چندے یا کسی تحریک میں ایک طرف توجہ ہو جائے تو اس توجہ کو مساجد کی تعمیر میں روک نہیں بننا چاہیے بلکہ اس طرف توجہ قائم رہنی چاہیے۔ برطانیہ میں بھی اس طرف توجہ پیدا ہوئی ہے۔ ہر سال پانچ مساجد بنانے کا انگلستان کی جماعتوں نے وعدہ کیا ہے۔ بریڈ فورڈ میں تعمیر ہو رہی ہے۔ دو اور جگہ بھی کارروائی ہو رہی ہے انشاء اللہ شروع ہو جائے گی۔ تو یہ کام ساتھ ساتھ جاری رہنے چاہئیں۔ کیونکہ مسجد ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اپنی اور اپنے بچوں کی تربیت کا بھی اور تبلیغ کا بھی۔ لجنہ کی ایک میٹنگ میں بڑے زور دار طریقے سے عورتوں نے درخواست کی کہ ہمیں فلاں فلاں جگہ بچوں کی تربیت میں دِقّت پیدا ہو رہی ہے (یہیں UK کی شوریٰ تھی یا کوئی اور میٹنگ تھی) تو ہمیں مساجد بنا کے دی جائیں، بہت ضروری ہیں۔ تو ان کو مَیں نے یہی جواب دیا تھا کہ مساجد ضروری ہیں اس سے کسی کو انکار نہیں۔ لیکن یہ بنانی آپ نے خود ہیں، کسی نے باہر سے آ کے بنا کے نہیں دینی۔ پھر جب نیشنل شوریٰ ہوئی ہے تو اس وقت جب مَیں نے توجہ دلائی تو جماعت نے اللہ کے فضل سے جیسا کہ مَیں نے بتایا ہر سال پانچ مساجد بنانے کا وعدہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق بھی عطا فرمائے کہ مکمل کر سکیں۔ گزشتہ دنوں میں جب مَیں جرمنی گیا تھا، وہاں بھی زیادہ مقصد اللہ تعالیٰ کے فضل سے مساجد کی تعمیر کے لیے، سنگ بنیاد یا افتتاح کے لیے جانا تھا۔ تین کا افتتاح بھی ہوا، سنگ بنیاد بھی رکھا گیا۔ ایک مسجد جرمنی ہالینڈ کے بارڈر پہ ہے واپس آتے ہوئے اس کا افتتاح ہوا۔ وہ ابھی مکمل نہیں ہوئی لیکن ان کی خواہش تھی کہ اس میں نماز پڑھ لی جائے اسی کو ہم افتتاح سمجھیں گے، اس کی تھوڑی سی فنشنگ رہتی ہے تو وہ انشاء اللہ تعالیٰ جلدی کر لیں گے۔

وہاں ایک بہت بڑی مسجد مجلس انصاراللہ جرمنی نے بنائی ہے۔ اس میں تقریباً سات آٹھ سو نمازی نماز پڑھ سکتے ہیں اور مسجد کے طور پر جرمنی میں یہ سب سے بڑی مسجد ہے جو خاص اس مقصد کے لیے بنائی گئی ہے۔ ہال وغیرہ نہیں بلکہ زمین پہ خاص طور پر مسجد کے مقصد کے لیے جو مسجد کھڑی کی گئی ہے، وہ ابھی تک جرمنی میں یہی بڑی مسجد ہے۔ اس کے ساتھ گیسٹ ہاؤس بھی ہے، مشنری ہاؤس بھی ہے، دفتر وغیرہ بھی ہیں۔ پھر جیسا کہ آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ سب سے بڑا بریک تھرو (Break Through) یا بڑی کامیابی جو ہے وہ مسجد برلن کا سنگ بنیاد تھا۔ وہاں مخالفت زوروں پر ہے۔ ابھی بھی مخالفین یہی کہتے ہیں کہ ہم اس مسجد کو بننے نہیں دیں گے اور اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کریں گے۔ گو کہ انتظامیہ کا خیال ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایسی کوئی بات نہیں ہو گی کیونکہ قانونی تقاضے پورے ہو رہے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ہر طرح سے مدد فرماتا ہے اور یہ نظارے ہم دیکھتے رہے۔ پہلے امیر صاحب کا خیال تھا کہ ایک مہینہ پہلے جلدی آ جاؤں تا کہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جائے۔ لیکن جب دسمبر میں مَیں نے جانے کا فیصلہ کیا تو اس وقت تک ان کو مسجد کی تحریری اجازت نہیں ملی تھی۔ تحریری اجازت بھی میرے جانے کے بعد انہیں ملی ہے تو اس کے بعد کوئی قانونی روک نہیں تھی۔ اس کے بغیر اگر ہم جاتے تو کئی قباحتیں پیدا ہو سکتی تھیں اور بنیاد رکھنا بھی ممکن نہیں تھا۔ پھر وہاں کے میئر اور MP آئے اور انہوں نے بھی جماعت کی تعلیم کو سراہتے ہوئے امید ظاہر کی کہ ہمارے لوگوں کی ساری فکریں دور ہو جائیں گی۔ جس دن افتتاح تھا جب ہم وہاں گئے ہیں تو چالیس پچاس کے قریب مخالفین تھے جو نعرے لگا رہے تھے۔ لیکن جرمنی میں ایک دوسرا گروپ بھی ہمیں نظر آیا۔ جب ہم گئے ہیں انہوں نے بھی بینر اٹھایا ہوا تھا اور وہ جماعت احمدیہ کے حق میں تھا کہ یہاں جماعت ضرور مسجد بنائے اور اس میں کوئی روک نہ ڈالی جائے۔ جماعت نے ان کو نہیں کہا تھا اور نہ وہ جانتے تھے۔ خود ہی کھڑے ہو گئے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ نے مخالفین کے توڑ کے لیے خود ہی وہاں انتظام فرما دیا۔ پھر یہ جو اُن کا چھوٹا سا جلوس تھا اس پر بھی تین چار شہریوں نے ان کے بینر چھیننے کی کوشش کی کہ یہ کیوں کر رہے ہو۔ اللہ

تعالیٰ نے خود ہی ایسا سامان پیدا کر دیا کہ مخالفین کو ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ ان کے اپنے لوگ ہی ان کو روکنے والے تھے۔ جو مخالفین تھے (لوگ اتنے زیادہ تو تھے نہیں) انہوں نے ایک ٹیپ ریکارڈر میں ایک آواز ریکارڈ کی ہوئی تھی۔ کسی ٹنل میں سے کوئی جلوس گزرا اس کی بڑی گونج تھی لگتا یہ تھا کہ بہت بڑا جلوس ہے اور آوازیں نکال رہا ہے۔ لیکن لگتا ہے ان کو بھی مُلّاؤں کی ٹریننگ تھی کہ ٹیپ ریکارڈر استعمال کرو۔ جو وہاں MP آئے ہوئے تھے انہوں نے بڑی حیرت سے اس بات کا اظہار کیا کہ مَیں تو ایک عرصے سے جماعت کو جانتا ہوں میرے خیال میں بھی نہیں تھا کہ جماعت احمدیہ کی مسجد کی مخالفت ہو رہی ہو گی۔ یہ تو بڑی امن پسند اور پیار کرنے والی جماعت اور پیار پھیلانے والی جماعت ہے۔ اخباروں اور ٹی وی نے بھی بڑی اچھی کوریج دی۔

جیسا کہ مَیں پہلے بھی جرمنی کے خطبہ میں بتا چکا ہوں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برلن میں مسجد کی تعمیر کی خواہش کا اظہار فرمایا تھا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی شدید خواہش تھی۔ اور اس وقت ایک ایکڑ رقبہ کا قریباً سودا بھی ہو گیا تھا بلکہ میرا خیال ہے لیا بھی گیا تھا اور آج کل کے حالات میں اتنا بڑا رقبہ ملنا ممکن نہیں، کافی مشکل ہے کیونکہ زمینیں کافی مہنگی ہیں۔ جرمنی میں عموماً جو پلاٹ مساجد کے لیے خریدے جا رہے ہیں وہ بڑے چھوٹے ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ فضل فرمایا کہ یہاں تقریباً ایک ایکڑ سے زائد کا رقبہ برلن کی مسجد کے لیے مل گیا ہے اور اللہ میاں نے بڑی سستی قیمت پر دلا دیا۔ جبکہ باقی مساجد جو وہاں بن رہی ہیں اس سے چوتھے پانچویں حصے میں بن رہی ہیں۔ پہلے مَیں یہ بتا دوں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو اس وقت کا منصوبہ تھا وہ نقشہ دیکھ کے آدمی حیران ہو تا تھا۔ 600 نمازیوں کے لیے ہال کی گنجائش تھی، مشن ہاؤس، گیسٹ ہاؤس، پھر اس میں 13 کمرے تھے جو سٹوڈنٹس کے لیے، طلباء کے لیے رکھے گئے تھے، اب جو مسجد بن رہی ہے اس کے نقشے میں بھی تقریباً 500 نمازیوں کے لیے گنجائش ہو گی اسی طرح باقی چیزیں ہیں۔ اور اگر فوری نہیں تو بعد میں کبھی جب بھی سہولت ہو، ان شاء اللہ تعالیٰ اس کو وسعت دی جا سکتی ہے۔ 1920ء میں جب تحریک ہوئی تھی تو لجنہ اماء اللہ نے تعمیر کے لیے رقم جمع کی تھی۔ **حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ کیونکہ یورپ میں عورتوں کے بارے میں یہ خیال ہے کہ ہم میں عورت جانور کی طرح سمجھی جاتی ہے۔ جب یورپ کو یہ معلوم ہو گا کہ اس وقت اس شہر میں جو دین کا مرکز بن رہا ہے اس میں مسلمان عورتوں نے جرمنی کے نو مسلم بھائیوں کے لیے مسجد تیار کروائی ہے تو کس قدر شرمندہ اور حیران ہوں گے۔ تو جرمنی کی لجنہ کو جب یہ علم ہوا کہ پہلی کوشش مسجد کی تعمیر کی تھی اور عورتوں کی قربانیوں سے بنی تھی تو لجنہ جرمنی نے کہا کہ ہم اس مسجد کا خرچ برداشت کریں گی جو تقریباً ڈیڑھ ملین سے 2 ملین یورو کے قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزاء دے اور ان کے مال و نفوس میں برکت ڈالے اور جلد سے جلد اپنا یہ وعدہ پورا کر سکیں تاکہ اپنا وعدہ پورا کر کے دوسرے منصوبوں اور قربانی کے لیے تیار ہو جائیں۔ اس مسجد کا نام خدیجہ مسجد رکھا گیا ہے۔** پس لجنہ ہمیشہ یاد رکھے کہ یہ مبارک نام اس پاک خاتون کا ہے جو سب سے پہلے آنحضرت ﷺ پر ایمان لائیں اور آپ ﷺ پر اپنا سارا مال قربان کر دیا۔ پس جہاں یہ مسجد احمدی عورت کو قربانی کے اعلیٰ معیار کی طرف توجہ دلانے والی بنی رہے وہاں دنیا سے بے رغبتی اور تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی طرف بھی ہر احمدی کو توجہ دلانے والی بنی رہے تاکہ ہماری آئندہ نسلیں بھی تقویٰ پر چلتے ہوئے ہر قسم کی قربانی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والی بنی رہیں، جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو ہمیشہ آگے سے آگے بڑھانے والی ہوں۔ مشرقی جرمنی میں یہ جو برلن میں مسجد بن رہی ہے، یہ ایک مسجد ہی نہیں بلکہ آئندہ نسلیں اور مساجد تعمیر کرنے والی بھی ہوں اور کرتی چلی جائیں اور ان کو آباد کرنے والی بھی ہوں اور خدائے واحد کے نام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے والی ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقصد کو پورا کرنے والی ہوں اور اس میں مددگار بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ دن جلد دکھلائے جب ہم دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کر کے خدائے واحد کے حضور جھکتا ہوا دیکھیں۔ آمین۔

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن مورخہ 2 تا 8 فروری 2007ء ص 5 تا 8)

دنیا کا پہلا مذہب

(شاہدہ ناصر - مجلس نور ستر اند)

اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات بنائی۔ زمین وآسمان کی تخلیق کے بعد انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ انسان مختلف ارتقائی منازل طے کرتا ہوا جب شعور کی اس حد تک پہنچا کہ اچھے برے کی تمیز کرسکے تو اس کے روحانی ارتقاء کے لیے حضرت آدم کو بنایا۔ اس سے قبل انسان غاروں میں بستے تھے کیونکہ روئے زمین پر وحشی حیوانوں کا خطرہ لاحق تھا۔ آج سے 6000 برس پہلے جس آدم علیہ السلام جو کے پہلے شرعی نبی کہلائے کی تخلیق کا واقعہ قرآن کریم میں یوں بیان ہوا:

وَ اِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً ؕ قَالُوۡۤا اَتَجۡعَلُ فِیۡہَا مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡہَا وَ یَسۡفِکُ الدِّمَآءَ ۚ وَ نَحۡنُ نُسَبِّحُ بِحَمۡدِکَ وَ نُقَدِّسُ لَکَ ؕ قَالَ اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ۔ وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ کُلَّہَا ثُمَّ عَرَضَہُمۡ عَلَی الۡمَلٰٓئِکَۃِ ۙ فَقَالَ اَنۡۢبِـُٔوۡنِیۡ بِاَسۡمَآءِ ہٰۤؤُلَآءِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ۔ قَالُوۡا سُبۡحٰنَکَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ۔ قَالَ یٰۤاٰدَمُ اَنۡۢبِئۡہُمۡ بِاَسۡمَآئِہِمۡ ۚ فَلَمَّاۤ اَنۡۢبَاَہُمۡ بِاَسۡمَآئِہِمۡ ۙ قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّکُمۡ اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ غَیۡبَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۙ وَ اَعۡلَمُ مَا تُبۡدُوۡنَ وَ مَا کُنۡتُمۡ تَکۡتُمُوۡنَ۔ (بقرہ:34-31)

اور (یاد رکھ) جب تیرے ربّ نے فرشتوں سے کہا کہ یقیناً میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ انہوں نے کہا کیا تُو اُس میں وہ بنائے گا جو اُس میں فساد کرے اور خون بہائے جبکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور ہم تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ اُس نے کہا یقیناً میں وہ سب کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ اور اس نے آدم کو تمام نام سکھائے پھر ان (مخلوقات) کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور کہا مجھے ان کے نام بتلاؤ اگر تم سچے ہو انہوں نے کہا پاک ہے تو ہمیں کسی بات کا کچھ علم نہیں سوائے اس کے جس کا تو ہمیں علم دے یقیناً تُو ہی ہے جو دائمی علم رکھنے والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔ اُس نے کہا اے آدم! تو اِن کو اُن کے نام بتا۔ پس جب اُس نے انہیں اُن کے نام بتائے تو اُس نے کہا کیا میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ یقیناً میں ہی آسمانوں اور زمین کے غیب کو جانتا ہوں اور میں وہ (بھی) جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور وہ (بھی) جو تم چھپاتے ہو۔

مندرجہ بالا آیات میں جو خلیفہ کا لفظ آیا ہے یہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ آدم علیہ السلام پہلے آدمی نہیں بلکہ پہلے نبی ہیں۔ مناسب حال ایک قول حضرت محی الدین ابن عربی صاحب کا ہے وہ لکھتے ہیں کہ (کشف / خواب میں) میں حج کرنے کے واسطے گیا تو وہاں مجھے ایک شخص ملا جس کو میں نے خیال کیا کہ وہ آدم ہے میں نے اس سے پوچھا کیا تو ہی آدم ہے؟ اس پر اس نے جواب دیا کہ تم کون سے آدم کے متعلق سوال کرتے ہو آدم تو ہزاروں گزرے ہیں۔ (الحکم، جلد 30، 12 مئی 1908)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”غرض اس زمین کے تمام مقدس فرشتوں کے مقدس گروہ نے آدم علیہ السلام سے پہلی قوموں کی بد اطواری اور کافروں، ڈشتوں، ویسیوں، شیطانوں اور آمروں کے برے کام اور بدچلنی دیکھی ہوئی تھی (فرشتے) غلطی سے سمجھ بیٹھے کہ یہ آدم بھی آدم ہے پہلی قوموں کی طرح فساد قتل اور سفک دماء نہ کرے“ نیز حضور لکھتے ہیں ”اورامام الائمہ حضرت سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے جیسے تفسیر کبیر میں لکھا ہے اس آدم علیہ السلام سے پہلے ہزار در ہزار آدم گزر چکے ہیں“۔ (تصدیق براہین احمدیہ، صفحہ 119 تا 127)

حضرت آدم علیہ السلام روحانی لحاظ سے ابوالبشر ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فرق کو بڑے شرح وبسط کے ساتھ تفسیر کبیر میں بیان کیا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "قرآن کریم کے نزدیک بشر کی پیدائش یکدم نہیں ہوئی اور آدم علیہ السلام سے اس کی ابتدا نہیں ہوئی بلکہ آدم علیہ السلام بشر کی اس حالت کے پہلے ظہور تھے جب سے وہ حقیقی طور پر انسان کہلانے کا مستحق ہوا اور شریعت کا حامل ہونے کے قابل ہوا اور اس وجہ سے گو آدم علیہ السلام روحانی لحاظ سے ابوالبشر ہیں کیوں کہ روحانی دنیا کی ابتدا ان سے ہوئی اور وہ پہلے ملہم انسان تھے مگر جسمانی لحاظ سے ضروری نہیں کہ وہ سب موجودہ انسانوں کے باپ ہوں بلکہ ہو سکتا ہے کہ کچھ حصہ انسانوں کا ان دوسرے بشروں کی اولاد ہو جو حضرت آدم علیہ السلام کے وقت میں موجود تھے"۔ (تفسیر کبیر جلد اول صفحہ 294 – 295)

پھر سورہ البقرہ آیت 32 میں جو علم آدم السماء کہا اس سے مراد صفات الہیہ ہیں جن کا صحیح علم خدا تعالیٰ کے سکھانے سے ہی آ سکتا ہے۔ خلیفہ رابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے نام مراد لیے جنہوں نے بعد میں اپنے اپنے وقت پر آنا تھا۔ خلیفہ الثانی رضی اللہ عنہ کا استنباط ہے کہ: چونکہ انسانوں کے متمدن ہونے کی صورت میں ان کے لیے ایک زبان کی ضرورت تھی اللہ تعالیٰ نے آدم کو زبان کے اصول سکھائے جن کے مطابق انہوں نے زبان کا علم جاری کیا معلوم ہوتا ہے کہ وہ زبان عربی تھی۔ (تفسیر صغیر صفحہ 11)

ابلیس کون تھا؟

سورہ البقرہ آیت 35 میں ذکر ہے کہ: وَ اِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ ؕ اَبٰی وَ اسۡتَکۡبَرَ ٭۫ وَ کَانَ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ۔

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کی خاطر سجدہ کرو تو وہ سب سجدہ ریز ہوگئے سوائے ابلیس کے۔ اس نے انکار کیا اور استکبار سے کام لیا اور وہ کافروں میں سے تھا۔

ابلیس کا مطلب ہے کہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہونے والا۔ دراصل وہ لوگ جو آدم کے وقت میں پہلے سے موجود تھے ان کی فطرت میں نافرمانی تھی اسی لیے آدم کی اطاعت سے منکر ہونے والا ابلیس کہلایا اور وہ لوگ جو غاروں سے باہر نہ آئے اور آدم علیہ السلام کی بات نہ مانی شیطانی گروہ کہلایا۔ آدم مٹی سے پیدا ہوئے اس سے مراد ہے کہ آپ کی طبیعت میں عاجزی اور انکساری کا مادہ ہے اور ناری فطرت والے وہ لوگ جن کی سرشت میں تکبر اور بڑائی کا مادہ ہو۔

حضرت حوا کے متعلق ایک انکشاف

قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت حوا بھی آدم علیہ السلام کے ساتھ پہلے رہ رہی تھیں۔ جو خیال کرتے ہیں کہ اسے آدم کی پسلی سے پیدا کیا ہے قرآن کریم اس کا رد پیش کرتا ہے۔ سورہ البقرہ آیت 36 میں آتا ہے کہ: وَ قُلۡنَا یٰۤاٰدَمُ اسۡکُنۡ اَنۡتَ وَ زَوۡجُکَ الۡجَنَّۃَ وَ کُلَا مِنۡہَا رَغَدًا حَیۡثُ شِئۡتُمَا ۪ وَ لَا تَقۡرَبَا ہٰذِہِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوۡنَا مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ۔

اور ہم نے آدم سے کہا کہ اے آدم تو اور تیری بیوی جنت میں رہو اور اس میں سے جہاں سے چاہو بافراغت کھاؤ، مگر اس فلاں درخت کے قریب نہ جانا ورنہ تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

عورت کو پسلی سے پیدا کیا گیا ہے سے مراد یہ ہے کہ عورت کی طبیعت میں ناز کا پہلو ہے وہ نازک مزاج ہیں ان کو سیدھا کرنے کی کوشش کروگے تو وہ ٹوٹ جائیں گی گویا عورتوں سے حسن سلوک کی تلقین کی گئی ہے۔ اور اس حدیث میں کہیں بھی حوا کی تخلیق کا نام نہیں آیا بلکہ خُلِقۡنَ مِنۡ ضِلۡعٍ کے الفاظ ہیں جو تمام عورتوں کی پیدائش کے متعلق ہیں۔ جیسے ابلیس، شیطان آدم علیہ السلام ان کی زوجہ اور دیگر انسان سب حضرت آدم کی نبوت سے قبل موجود

تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جس جنت کا ذکر کیا ہے اس سے مراد سرسبز وشاداب باغ کے ہیں جس میں کھانے پینے کی بہتات اور پیار محبت کرنے والے امن پسند لوگ رہتے تھے۔ حضرت خلیفہ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب سیر روحانی میں اس مضمون پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے کہ وہ جنت زمین پر ہی تھی نہ کہ آسمان پر الغرض کہ حضرت آدم پہلی شریعت لے کر آئے اور غاروں میں بسنے والوں کو سطح زمین پر رہنے کی دعوت دی جنہوں نے آپ کی اطاعت کی وہ انسان کہلائے جنہوں نے غاروں سے باہر آنے سے انکار کیا وہ جن کہلائے یعنی چھپے ہوئے۔ حضرت آدم سطح زمین پر رہنے کی وجہ سے آدم کہلائے عربی میں اس کے معنی گندمی رنگ یا سطح زمین پر رہنے والے کے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے الٰہی شریعت کی روشنی میں جس ریاست کی بنیاد رکھی اس کے اصول درج ذیل تھے۔ نکاح کرو، قتل نہ کرو، فساد نہ کرو، ننگے نہ رہو، ایک دوسرے کی کھانے پینے پہننے اور رہائش کے معاملہ میں مدد کرو، اللہ تعالیٰ سے دعا کر لیا کرو، ایک شخص کو اپنا حاکم تسلیم کرلو اور اس کے ہر حکم کی اطاعت کرو اور اگر تم اس کے کسی حکم کو توڑو تو تم سزا برداشت کرنے کے لیے تیار رہو۔ یہ اس کی گورنمنٹ تھی اور یہی اس کا قانون اور یہی پہلا مذہب تھا۔

پھر سورہ البقرہ آیت 37 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: **فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۪ وَ قُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ۔**

پس شیطان نے ان دونوں کو اس (درخت) کے معاملہ میں پھسلا دیا پس اُس سے انہیں نکال دیا جس میں وہ پہلے تھے اور ہم نے کہا تم نکل جاؤ (اس حال میں کہ) تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہوں گے اور تمہارے لیے (اس) زمین میں ایک عرصہ تک قیام اور استفادہ (مقدر) ہے۔

جب آدم اپنی جنت سے نکال دیے گئے تو آپ ملک ہند کی طرف ہجرت کر گئے۔ وہاں سے مکہ بھی گئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے خانہ کعبہ کی تعمیر بھی کی انہی بنیادوں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دوبارہ اس خانہ خدا کی تعمیر کی۔ درخت کے پھل سے مراد شیطانی اعمال ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پاک کلمہ کو شجرہ طیبہ سے تشبیہ دی ہے اور برے عمل کو شجرہ خبیثہ سے تشبیہ دی ہے۔ گویا حضرت آدم علیہ السلام اور حوا سے غلطی ہو گئی اور وہ کیے پر نادم تھے کہ ہم شیطان کی تدبیر کے شکار ہو گئے۔ دراصل شیطان ہے ہی بہلانے والا دھوکہ اور فریب اس کے ہتھیار ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی غفاری کی صفت کے ذریعہ یہ دعا سکھائی۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا . وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ (الاعراف:24)

اُن دونوں نے کہا کہ اے ہمارے ربّ! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم گھاٹا کھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

آدم علیہ السلام کے مذہب کا خلاصہ سورہ البقرہ آیت 39 اور 40 میں یوں بیان ہوا ہے کہ

فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔

پس جب کبھی بھی تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئی تو جنہوں نے میری ہدایت کی پیروی کی ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ کوئی غم کریں گے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا اور ہمارے نشانات کو جھٹلایا وہی ہیں جو آگ میں پڑنے والے ہیں۔ وہ اس میں لمبا عرصہ رہنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے اور شیطانی قوتوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ہدیہ بحضور سرورِ کائنات ﷺ

(نبیلہ رفیق)

اے شاہِ رسل اے شاہِ زماں　　اخلاق کے بہتے بحرِ بے کراں

تو نورِ مجسّم نورِ ہدیٰ　　اوصاف ترے خلقِ قرآں

اطہر بھی بنا ارحم بھی ہوا　　تو نورِ مسلسل فیض رساں

آزاد غلام ہوئے جب سے　　تری قید میں آئے شاہ و گدا

گفتار میں لذّت جنت کی　　رفتار جلال رخ رحماں

تری جود و سخا ہے مثل ہوا　　کردار کی عظمت کوہِ صفا

ترا صبر و ثبات اُحد جیسا　　اشرف ہوئی تجھ سے ارض قبا

ترے جذب کی قید میں سر تا پا　　ارواحِ عرش ہیں مدح سرا

اے شاہِ رسل اے شاہِ زماں　　مثلِ باراں تری روح شفا

تو نورِ مسلسل فیض رساں

ترا روپ بنا قلمِ یزداں

(از یادوں کے جگنو، صفحہ 35)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلیغی خطوط

(عیشہ خورشید – مجلس بیت النصر)

مدینہ ہجرت کے بعد رسول االلہ ﷺ نے یہ ارادہ کیا کہ آپ اسلام کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچائیں۔ جب آپ نے اپنے اس ارادے کا ذکر صحابہؓ سے کیا تو انہوں نے آپ ﷺ کو اپنے نام کی مہر بنانے کا مشورہ دیا۔ ایک انگوٹھی بنوائی جس پر محمد رسول االلہ کے الفاظ کھدوائے۔ اللہ تعالیٰ کے ادب کے طور پر آپ نے سب سے اوپر اللہ کا پھر رسول اور پھر محمد لفظ کھدوادیا۔ محرم 628ء میں رسول کریم ﷺ کے خط لے کر صحابہؓ مختلف ممالک کی طرف روانہ ہوئے۔

قیصر روم ہرقل کے نام خط

پہلا خط قیصر روما کو حضرت وحیہ کلبیؓ کے ہاتھ بھیجا گیا۔ جب وحیہؓ قیصر کے پاس پہنچے تو انہیں قیصر کو سجدہ کرنے کا کہا گیا لیکن آپؓ نے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم مسلمان کسی انسان کو سجدہ نہیں کرتے چنانچہ آپؓ بغیر سجدہ کیے اس کے سامنے گئے اور خط پیش کیا۔ جو خط رسول ﷺ نے قیصر کے نام لکھا تھا۔ بعض تاریخوں میں ذکر آتا ہے کہ جب یہ خط بادشاہ کے سامنے پیش ہوا تو درباریوں میں سے بعض نے کہا کہ اس خط کو پھاڑ کر پھینک دینا چاہیے کیونکہ اس میں بادشاہ کی ہتک کی گئی ہے اور خط کے اوپر بادشاہِ روم نہیں لکھا گیا بلکہ صاحب الروم یعنی روم کا والی لکھا ہے مگر بادشاہ نے کہا یہ عقل کے خلاف ہے کہ خط پڑھنے سے پہلے پھاڑ دیا جائے اور یہ جو اس نے مجھے روم کا والی لکھا ہے یہ درست ہے آخر مالک تو خدا ہی ہے میں والی ہی ہوں۔ بادشاہ نے خط سننے کے بعد حکم دیا کہ کوئی عرب کا قافلہ آیا ہو تو ان لوگوں کو پیش کرو تا کہ آپ ﷺ کے بارہ میں دریافت کر سکے ان دنوں اتفاقاً ابوسفیان ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ اس وقت وہاں آیا ہوا تھا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ابوسفیان کو سب سے آگے کھڑا کیا جائے اور اس کے ساتھیوں کو اس کے پیچھے کھڑا کیا جائے اور ہدایت کی کہ اگر ابوسفیان کسی بات میں جھوٹ بولے تو اس کے ساتھی اس کی فوراً تردید کریں۔

ابوسفیان کے جوابات سننے کے بعد قیصر نے کہا:

سنو! میں نے تم سے یہ سوال کیا تھا کہ محمد ﷺ کا نسب کیا ہے تو تم نے کہا وہ خاندانی لحاظ سے اچھا ہے اور انبیاء ہمیشہ ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ اور پھر میں نے تم سے پوچھا کہ کیا ایسے دعویٰ سے پہلے اس پر جھوٹ کا بھی الزام لگایا گیا ہے اور تم نے کہا نہیں تو میں نے سمجھ لیا کہ جو شخص انسانوں کے متعلق جھوٹ نہیں بولتا وہ خدا تعالیٰ کے متعلق بھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ نہ اس کے باپ دادا میں سے کوئی بادشاہ تھا اور نہ اس نے کسی کی دیکھا دیکھی ایسا دعویٰ کیا ہے۔ اس کی جماعت میں کمزور اور مسکین طبع لوگ داخل ہوتے ہیں اور بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔ یہی حالت نبیوں کی جماعت کی ہوا کرتی ہے جب تک وہ کمال کو نہیں پہنچ جاتی اس وقت تک وہ بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ انبیاء کی جماعت سے کوئی شخص نکلے تو ان کے دین کو برا سمجھ کر نہیں نکلتا۔ نبیوں کی جماعت پر شروع شروع میں مصیبتیں آتی ہیں لیکن آخر جیتتے وہی ہیں۔ ابوسفیان نے بتایا کہ محمد ﷺ نماز، سچائی، پاکدامنی وفائے عہد اور امانت دار ہونے کی تعلیم دیتا ہے اور دھوکے بازی نہیں کرتا۔ یہ طور طریق تو ہمیشہ نیک لوگوں کے ہی ہوا کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ محمد ﷺ نبوت کے دعویٰ میں سچا ہے اور

میرا خود یہ خیال تھا کہ اس زمانہ میں ایک 'نبی' آنے والا ہے مگر یہ خیال نہیں تھا کہ وہ عربوں میں پیدا ہونے والا ہے اور جو جواب ابوسفیان نے مجھے دیے ہیں اگر وہ سچے ہیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ محمد ﷺ ان ممالک پر ضرور قابض ہو جائے گا۔ قیصر کی ان باتوں پر اس کے درباریوں میں جوش پیدا ہو گیا اور انہوں نے کہا آپ مسیحی ہوتے ہوئے ایک غیر قوم کے آدمی کی صداقت کا اقرار کر رہے ہیں اور دربار میں احتجاج کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ اس پر دربار کے افسروں نے جلدی سے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو دربار سے باہر نکال دیا۔

فارس کے بادشاہ کے نام خط

حضرت عبداللہ بن حذافہؓ آپ ﷺ کا خط لے کر کسریٰ کے دربار گئے۔ آپؓ نے وہاں پہنچ کر خط دیا اور ترجمان نے پڑھ کر سنایا۔ کسریٰ نے غصہ کے عالم میں خط پھاڑ دیا۔ جب عبداللہ بن حذافہ نے یہ خبر آکر رسول اللہ ﷺ کو سنائی تو آپ ﷺ نے فرمایا کسریٰ نے جو کچھ ہمارے خط کے ساتھ کیا خدا تعالیٰ اس کی بادشاہت کے ساتھ ایسا ہی کرے گا۔ معاًبعد کسریٰ نے یمن کے گورنر کو ایک چٹھی لکھی جس کا مضمون یہ تھا کہ قریش میں سے ایک شخص نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے اور اپنے دعووں میں بہت بڑھتا چلا جا رہا ہے تو فوراً اس کی طرف دو آدمی بھیجو جو اس کو پکڑ کر میری خدمت میں حاضر کریں۔ گورنر نے دو آدمی خط کے ساتھ آپ کی طرف بھجوائے اس خط میں حکم تھا کہ آپ اس خط کے ملتے ہی فوراً ان لوگوں کے ساتھ کسریٰ کے دربار میں حاضر ہو جائیں۔ مدینہ پہنچ کر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام دیا۔ آپ ﷺ نے ان کی بات سن کر اگلے دن ملنے کا فرمایا۔ آپ ﷺ کو اللہ نے خبر دی کہ فلاں تاریخ کو کسریٰ کا قتل اس کے بیٹے کے ہاتھوں ہو گا۔ جب صبح ہوئی رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو بلایا اور ان کو اس پیشگوئی کی خبر دی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے باذان کی طرف لکھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ کسریٰ فلاں تاریخ کو قتل کر دیا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کچھ عرصے بعد باذان گورنرِ یمن کی طرف ایران کے کسریٰ شیروی کی طرف سے یہ خط لکھا جاتا ہے، اور لکھا اس سے پہلے میرے باپ نے جو عرب کے ایک نبی کی گرفتاری کا حکم جاری کیا تھا اس کو منسوخ سمجھو۔ خط پڑھ کر باذان اتنا متاثر ہوا کہ اسی وقت وہ اور اس کے کئی ساتھی اسلام لے آئے اور رسول اللہ ﷺ کو اپنے قبول اسلام کی اطلاع دے دی۔

نجاشی شاہ حبشہ کے نام خط

تیسرا خط آپ ﷺ نے نجاشی کے نام لکھا جو عمرو بن امیہ ضمریؓ کے ہاتھ بھجوایا تھا۔ جب یہ خط نجاشی کو پہنچا تو اس نے بڑے ادب سے اس خط کو اپنی آنکھوں سے لگایا اور تخت سے نیچے اتر کر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ ہاتھی دانت کا ایک ڈبہ لاؤ۔ اس نے وہ خط ادب کے ساتھ اس ڈبہ میں رکھ دیا اور کہا کہ جب تک یہ خط محفوظ رہے گا حبشہ کی حکومت بھی رہے گی۔ چنانچہ نجاشی کا یہ خیال درست ثابت ہوا۔ اس احسان کی وجہ سے جو حبشہ کے بادشاہ نے ابتدائی اسلامی مہاجرین کے ساتھ کیا تھا اور اس احترام کی وجہ سے جو رسول اللہ ﷺ کے خط کا نجاشی نے کیا تھا انہوں نے حبشہ کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔

مقوقس شاہ مصر کے نام خط

چوتھا خط آپ ﷺ نے مقوقس بادشاہ مصر کی طرف لکھا تھا اور یہ خط حاطب بن ابی بلتعہؓ کی معرفت آپ نے بھجوایا۔ بادشاہ نے خط پڑھا اور حاطب سے کہا اگر یہ سچا نبی ہے تو اپنے دشمنوں کے خلاف دعا کیوں نہیں کرتا؟ حاطب نے کہا کہ تم عیسیٰ بن مریم پر تو ایمان لاتے ہو۔ یہ کیا بات ہے کہ عیسیٰ کو ان

کی قوم نے دکھ دیا لیکن عیسیٰ نے یہ دعا نہ کی کہ وہ ہلاک ہو جائیں۔ بادشاہ نے سن کر کہا کہ تم ایک عقلمند کی طرف سے ایک عقلمند سفیر ہو اور تم نے خوب جواب دیا ہے۔ مقوقس نے کہا میں نے اس نبی کے حالات سنے ہیں اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ وہ کسی بری بات کا حکم نہیں دیتا اور کسی اچھی بات سے روکتا نہیں اور میں نے معلوم کیا ہے کہ وہ شخص ساحروں اور کاہنوں کی طرح نہیں ہے اور میں نے بعض اس کی پیشگوئیاں سنی ہیں جو پوری ہوئی ہیں۔ پھر اس نے ایک ڈبیہ ہاتھی دانت کی منگوائی اور اس میں رسول اللہ ﷺ کا خط رکھ دیا اور اس پر مہر لگا دی اور اپنی ایک لونڈی کے سپرد کر دیا اور پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کے نام خط لکھا۔ اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ گو مقوقس نے آپ ﷺ کے خط سے ادب اور احترام کا معاملہ کیا مگر وہ اسلام نہیں لایا۔

رئیس بحرین کے نام خط

پانچواں خط آپ ﷺ نے منذر تیمی کی طرف جو بحرین کا رئیس تھا بھجوایا تھا۔ یہ خط علاء ابن حضرمیؓ کے ہاتھ بھجوایا گیا۔ یہ خط جب اس کے پاس پہنچا تو وہ ایمان لے آیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کو لکھا کہ میں اور میرے بہت سے ساتھی آپ پر ایمان لے آئے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو اسلام میں داخل نہیں ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو خط لکھا جس کی عبارت یہ تھی کہ ہمیں خوشی ہوئی ہے کہ تم نے اسلام قبول کر لیا ہے جو پیغامبر میری طرف سے آئیں تم ان کے احکام کی اتباع کیا کرو۔ کیونکہ جو ان کی اتباع کرے گا وہ میری اتباع کرے گا۔ پس مسلمانوں میں اسلامی طور و طریق جاری کرو اور ان کے اموال کی حفاظت کرو اور چار بیویوں سے زیادہ کسی کو اپنے گھر میں رکھنے کی اجازت نہ دو اور مسلمان ہونے والوں سے جو گناہ پہلے ہو چکے ہیں وہ انہیں معاف کئے جائیں اور جب تک نیکی پر قائم رہو گے تمہیں اپنی حکومت سے معزول نہیں کیا جائے گا اور جو یہودی یا مجوس ہیں ان پر صرف ایک ٹیکس مقرر ہے اور کوئی مطالبہ ان سے نہ کرنا۔

اس کے علاوہ آپ نے عمان کے بادشاہ، یمامہ کے سردار، غسان کے بادشاہ، یمن کے قبیلہ بنی نہد کے سردار، یمن کے قبیلہ ہمدان کے سردار، بنی علیم کے سردار اور حضرمی قبیلہ کے سردار کی طرف بھی خطوط لکھے۔ جن میں سے اکثر لوگ مسلمان ہو گئے۔ ان خطوط کا لکھنا بتاتا ہے کہ آپ ﷺ خدا تعالیٰ پر کیسا کامل یقین رکھتے تھے اور کس طرح شروع سے ہی آپ کو یہ یقین تھا کہ آپ کسی ایک قوم کی طرف نبی بنا کر نہیں بھیجے گئے بلکہ آپ ساری قوموں کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

(از کتاب نبیوں کا سردار، حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ، صفحہ 172 – 189)

”لجنات حضور انور کے ارشاد کے مطابق روزانہ دو نوافل کا التزام کریں۔ جماعت ناروے نے نفلی روزہ کے لیے ہر سوموار کا دن مقرر کیا ہوا ہے۔“

سوشل میڈیا کے فوائد

(فرحت شکیل - مجلس للے سترم)

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ احسانِ عظیم ہے کہ اس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر ایک ایسا دماغ عطا فرمایا جس کے استعمال سے وہ خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ باقی مخلوق اور ہر چیز کو نہ صرف اپنے زیرِ نگیں کر سکتا ہے بلکہ اِس سے بہترین فوائد بھی اٹھا سکتا ہے۔ ہر نیا دن انسانی دماغ کی اِس صلاحیت سے نئی نئی ایجادات سامنے لا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے: **وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔**

ترجمہ: اور جو بھی آسمانوں میں اور زمین میں ہے اس میں سے سب اس نے تمہارے لیے مسخر کر دیا۔ اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لیے یقیناً کھلے کھلے نشانات ہیں۔

آج ٹیکنالوجی کی ترقی کے جس دور میں سے ہم گذر رہے ہیں ان نئی نئی ایجادات کا جو ہو رہی ہیں آج سے چند دھائیاں پہلے کسی کو اندازہ بھی نہیں تھا۔ اسی طرح یہ کہ سوشل میڈیا کے ذریعے اظہار رائے کے مختلف ذرائع ہماری جماعت کی ترقی میں اس قدر معاون اور مددگار ثابت ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا:

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے عین مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلفاء کے دور میں ایسے ذرائع اور وسائل مہیا ہو گئے۔ 24 مارچ 1989ء کو خدا اجل و شان نے اپنا یہ وعدہ پوری شان و شوکت سے ایم۔ٹی۔اے کی صورت میں پورا فرما دیا۔ الحمد للہ شکر الحمد للہ۔ جس کا سب سے بڑا مقصد دنیا میں خدا کے پیغام کو پھیلانا ہے۔

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج

جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

اللہ کے فضل و کرم سے آج ایم۔ٹی۔اے کی نشریات کو دنیا کے ہر براعظم میں دیکھا جاتا ہے۔ ایم۔ٹی۔اے کی برکت سے علم و معرفت کا ایک نیا دور شروع ہوا جو خلیفہ وقت کی راہنمائی میں جماعت کی ترقی کی راہ پر تیزی سے گامزن ہے خلیفہ وقت کے خطبات جمعہ دنیا کے تمام احمدیوں کے لیے ایک ایسی نعمت ہے جس کی بدولت ہمیں پیارے امام کے دیدار اور گفتار دونوں کی نعمت و دولت ملتی ہے۔ مختلف زبانوں میں علم و معرفت کے بھرپور پروگرام پیش کیے جا رہے ہیں جس سے ایک دنیا فیض یاب ہو رہی ہے۔ مثلاً قرآن کریم کے درست تلفظ سکھانے کے پروگرام، قرآنی تعلیمات کے پروگرام، آنحضرت ﷺ کی احادیث، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات، مجالس سوال و جواب، مختلف ممالک کے سالانہ جلسوں

پر خلیفہ وقت کی لائیو خطاب، درس قرآن و حدیث، ملفوظات،، بزرگانَ سلسلہ اور نومبائین کے انٹرویو، پر سوز اور دلکش آوازوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء اور احمدی شعراء کے منظوم کلام، ہومیو پیتھی کلاسز، مختلف زبانوں کے سیکھنے کے لیے کلاسز، واقفین نو بچوں کی کلاسز، جامع احمدیہ کے بچوں کی کلاسز، راہ ھدی، انتخاب سخن، انگریزی زبان میں پیش کیے جانے والے پروگرام، گھر بیٹھ کر جرمنی اور یوکے کے جلسہ جات براہ راست دیکھ سکتے، عالمی بیعت کا روح پرور نظارہ۔ لاکھوں لوگوں تک خدا کا پیغام پہنچانے میں سوشل میڈیا اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

ہمارے پیارے حضور خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ سے براہ راست استفادہ کرنے کے لیے نئی ٹیکنالوجی کے استعمال کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”آپ جہاں کہیں بھی ہوں آپ کو ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کہ میرا ہر خطبہ ضرور سنیں خواہ وہ کیسی بھی صورت میں ہو۔ ٹی وی، لیپ ٹاپ یا آپ کا اپنا موبائیل فون اس کے علاوہ آپ ایم۔ٹی۔اے کی ویب سائیٹ سے ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں اور ایم۔ٹی۔اے کی On demand سروس کے ذریعہ بھی میرے خطبات سن سکتے ہیں۔ اس دور میں کوئی بھی یہ جائز عذر نہیں کر سکتا کہ وہ پیغام یا تعلیمات کو موصول کرنے سے قاصر رہا۔ نشر و اشاعت کے جدید وسائل کی بدولت اب ہر چیز تک رسائی با آسانی اور فوراً ایک بٹن دبانے سے ممکن ہو چکی ہے۔ آپ میں سے جو پختہ عمر کو پہنچ گئے ہیں اُن کے لیے جہاں تک ممکن ہو سکے وہ اپنے آپ کو جدید وسائل اور ذرائع سے جوڑ دیں ایسا کرتے ہوئے جہاں اپنے علم کو بڑھا رہے ہوں گے وہاں آپ کو چاہیے کہ اِن ذرائع کو خلافت کے ساتھ بھی اپنے تعلق کو مضبوط کرنے کے لیے استعمال میں لائیں۔ اور اپنی اس ذمہ داری کو نبھائیں کہ آپ دین کو دنیا کی ہر چیز پر مقدم رکھیں گے“۔ (نیشنل اجتماع واقفین نو جماعت احمدیہ برطانیہ یکم مارچ 2015)

ایم۔ٹی۔اے کے چار مختلف سٹلائیٹ چینلز پوری دنیا میں اللہ کا پیغام بخوبی پہنچا رہے ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے آج ایم۔ٹی۔اے دیکھنے والے فیس بک، یوٹیوب، جماعت احمدیہ کی ویب سائٹ اور ٹیلیفون پر Official Apps کے ذریعے بھی دیکھ سکتے ہیں۔ اپنے دینی علم کو بڑھانے کے لیے ایک اور ذریعہ alislam.org ویب سائٹ بھی ہے۔ جہاں وسیع پیمانے پر مختلف زبانوں میں تمام ضروری تبلیغی، تربیتی اور علمی مواد میسر ہے۔ اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانی خزائن کتب کو ایک ایسے سرچ انجن میں ڈالا ہے جس میں اگر آپ نے کوئی لفظ مثلاً محمد ﷺ کا نام تلاش کرنا ہے وہ اس میں ڈالیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب (روحانی خزائن) کی جلدوں میں جہاں بھی وہ نام استعمال ہوا ہے وہ نام اور اقتباس سامنے آ جائیں گے۔

”آنحضرت ﷺ کے صحابہ کے پاس آجکل کے وسائل اور جدید طریقے موجود نہیں تھے۔ اس کے باوجود انھوں نے تبلیغ اسلام کا حق ادا کر دیا۔ آج کل ہمارے پاس سوشل میڈیا کی صورت میں مختلف ذرائع موجود ہیں اور یہ ذرائع محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلام صادق کے زمانہ میں مقدر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی پیشگوئی بھی فرما دی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ (التکویر: 11) یعنی اور جب کتابیں پھیلا دی جائیں گی پس ایک تو یہ زمانہ کتابیں پھیلانے کا ہے جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے اور اس وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روحانی خزائن کا ایک بے بہا سمندر ہمارے لیے چھوڑا ہے اور اس کی اشاعت آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہوئی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ نے بھی اس کو پھیلانے میں خوب کردار ادا کیا۔ ہم صحابہ کے واقعات پڑھتے ہیں کہ کسی نہ کسی صحابی نے کوئی کتاب دوسرے شخص کو دی اُس نے پڑھی، اس کے دل پر اثر ہوا اور اس طرح لوگ آہستہ آہستہ احمدیت میں شامل ہوتے چلے گئے۔ آج خدا تعالیٰ نے ان کتابوں کو نشر کرنے کے اور اسلام کے مخالفین کے جواب دینے کے پہلے سے بڑھ کر ذرائع مہیا فرما دیئے ہیں جو تیز تر ہیں۔ کتابیں پہنچنے میں وقت لگتا تھا اب تو یہاں پیغام نشر ہوا اور وہاں پہنچ گیا۔ یہاں کتاب پرنٹ ہوئی اور دوسرے End سے نکال لی گئی۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب، قرآنِ کریم اور دوسرا اسلامی لٹریچر انٹرنیٹ کے ذریعہ، ٹی وی کے ذریعہ نشر ہونے کی نئی منزلیں طے کر رہا ہے۔ جو تیزی میڈیا میں آج کل ہے آج سے چند دہائیاں پہلے ان کا تصور بھی نہیں تھا۔ بس یہ مواقع ہیں جو خدا تعالیٰ نے

ہمیں عطا فرمائے ہیں کہ اسلام کی تبلیغ اور دفاع میں ان کو کام میں لاؤ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ یہ ایجادات اس زمانہ میں ہمارے لیے اس نے مہیا فرمائی ہیں۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ 15 اکتوبر 2010 بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن)

انگریزی دان طبقہ میں اسلام کی اشاعت کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" (انگریزی اور اردو) میں 1902 میں قادیان سے جاری فرمایا تھا، وہ آج اسلام کے نُور کو پرنٹ میڈیا کے علاوہ الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ بھی دنیا بھر کے انگریزی، جرمن اور فرنچ زبانوں کے اہلِ علم حضرات کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس رسالہ سے مختلف پلیٹ فارمز کے ذریعہ دس لاکھ سے زائد لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچا ہے۔

آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق دنیا مختلف ادوار سے گذری ہے اور اب اسلام اس دائمی خلافت کے دَور میں داخل ہوا ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ اس لیے ہر احمدی کو چاہیے کہ وہ خلافت کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کرے۔ خوش قسمت ہے ہر احمدی کہ اُسے ایم۔ٹی۔اے کی بدولت صحبت صالحین ہر وقت میسر ہے۔ اس لیے ہر احمدی نوجوان کو اپنی ترجیحات کو تبدیل کرنا چاہیے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس انعام کا حقیقی شکر گذار ہونا چاہیے جو اُس نے ہمیں ایم۔ٹی۔اے کی صورت میں عطا کیا۔

کورونا اور سوشل میڈیا کے فوائد

2020 کے آغاز میں ہی کورونا کی وباء نے آہستہ آہستہ پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ وبائیں تو ہر دَور میں آتی رہیں مگر کرونا کی وباء میں انسان کا خوفزدہ ہونا اور پریشان ہونا فطری عمل ہے۔ ایک طرف تو انسان مایوس تھا کہ ایک ہی وقت میں پوری دنیا میں امیر و غریب، مسلم عیسائی، کالے گورے سب ایک ہی وائرس کا شکار ہیں۔ اور علاج موجود نہیں۔ ماسوائے احتیاطی تدابیر کے۔ وہاں یہ احساس ضرور پیدا ہوا کہ خدا کی لاٹھی بے آواز ہے اُس نے پوری دنیا کو ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا ہے۔ ہر کوئی سوشل میڈیا پر مصروف ہے اپنوں کی خبر گیری کے لیے اور دنیا کی بدلتی ہوئی صورتحال سے آگاہی کے لیے، کوئی فیس ٹائم کے ذریعہ تو کوئی واٹس ایپ کے ذریعہ، تو کوئی ٹیلیفون کے ذریعہ، تو کوئی یوٹیوب کے ذریعہ۔ سوشل میڈیا نے بھی افواہوں کی بھرمار کر دی۔ احتیاطی تدابیر اور بچاؤ کے طریقوں کے مختلف پروگرام پیش کر کے لوگوں کو ڈھارس بھی دی اور پریشان بھی رکھا۔ ایسے میں پیارے حضور کا پیغام جماعت کے لیے سکونِ قلب ثابت ہوا۔ آپ نے وباء کے بارے میں بتایا اور حفظِ ماتقدم کچھ ہومیوپیتھی دوائیاں بھی تجویز فرمائیں اور ہر احمدی اپنے ملک کے قوانین کی پابندی کرے۔ یہ پیغام سننے کے بعد ہر فرد جماعت خدا کی طرف شکر ادا کرتے ہوئے جھکا کہ ہمارے پاس خلیفہ وقت جیسی نعمت موجود ہیں جو ہم سب کے لیے ہر وقت دعا گو ہیں۔ بے شک ہر تکلیف انسان کو خدا کے قریب کرتی ہے۔ ایم۔ٹی۔اے کے پروگراموں سے سب مستفید ہوئے۔ اس وباء کے باعث سب ایک دوسرے سے نہ ملنے کی تکلیف سے بھی گذر رہے تھے۔ مسجد جانے کی کوئی صورت اور نہ ہی جماعتی پروگرام ہونے کی کوئی امید تھی۔ کہ اچانک معلوم ہوا کہ نیشنل صدر لجنہ نے جماعتی پروگرام کا آن لائن آغاز کیا ہے پہلے تو مشکل کچھ عجیب اور ناممکن محسوس ہوا۔ لیکن سوشل میڈیا کی برکت سے نیشنل عاملہ اور صدران مجالس کی میٹنگ کا انتظام کیا گیا۔ پھر تو خدا کے فضل سے یہ سلسلہ چل پڑا قرآن کریم کا ترجمہ، تلفظ سکھانے کی کلاسز کا انتظام ہوا۔ تعلیمی کلاسز، اجلاسات کی کاروائی آن لائن سکایپ کے ذریعہ شروع ہوئی۔ یوم مسیح موعود علیہ السلام، یوم مصلح موعود، خلافت ڈے، جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد کیے گئے۔ جو کہ ہم سب کی روحانی پیاس بجھانے کا موجب بنے۔

"یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے کہ اس زمانہ میں اُس نے ہماری جماعت کے فائدے کے لیے جدید مواصلاتی نظام اور میڈیا جیسے ذرائع ابلاغ کی سہولیات مہیا کر دی ہیں۔ باہم دینی روابط کے لیے بھی یہ ذرائع بہت اہم ثابت ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ ایم۔ٹی۔اے کے ذریعہ حقیقی اسلام کا پیغام زمین کے کناروں تک پہنچ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم نئے دَور کی ایجادات سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے اپنی تعلیمی اور تربیتی صلاحیتوں میں اضافہ کرتے چلے جائیں۔ آمین

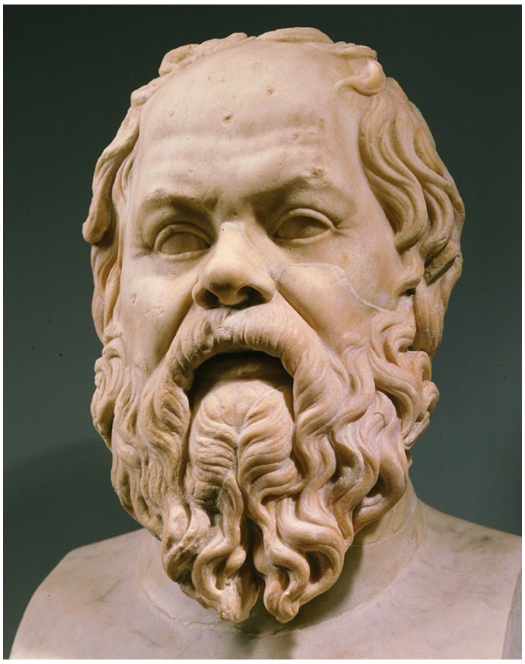

سقراط

ق م 399 – 469

(مریم سکینہٰ ۔ مجلس الن ساکر)

وہ اپنے شہر ایتھنز کی ایک جیل میں بیٹھا تھا اس زہر کے پیالے کو جو اسے پینا تھا دیکھ رہا تھا اور شاید سوچ رہا تھا کہ آخر کار جیت تو اسی کی ہوئی۔ اس نے اپنے شاگردوں کو ایک دفعہ بتایا تھا کہ جب تمہارا مخالف کوئی معقول جواب دینے کی بجائے گالیوں پر اتر آئے تو سمجھ لو تم جیت گئے اور وہ ہار گیا۔ اس کے اپنے مخالف تو اتنے خوفزدہ تھے کہ اس کا منہ بند کرنے کے لیے زہر کا سہارا لینے کے علاوہ ان کے پاس کوئی اور ترکیب نہیں تھی۔

نام سقراط، قدیم یونان کا باشندہ اور ایک سنگ تراش کا بیٹا تھا 46 قبل مسیح اس کی پیدائش کا سال ہے۔ اس زمانے میں یونان میں شہری ریاستیں قائم تھیں اور ایتھینز کی بنیاد جمہوری اصولوں پر تھی۔ یہ ایک امیر ریاست تھی لوگوں کا مختلف خداؤں پر یقین تھا جو ان کے خیال میں معیشت اور جنگوں میں ان کے مددگار تھے جگہ جگہ ان کے بت نصب تھے۔ لوگوں کو اپنے خیالات کے اظہار کی آزادی تھی اور مباحثوں اور تقریروں کے ذریعہ لوگوں میں ایک دوسرے کو قائل کرنے کا رواج تھا مگر سلطنت کے قوانین کی پابندی بھی شہریوں کے لیے بہت ضروری تھی۔ جوانی میں سقراط نے سلطنت کے دفاع میں حصہ لیا۔ مگر اصولی طور پر جنگ کی مخالفت کی۔ سقراط کے مطابق علاقوں پر قبضہ کے لیے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ ایتھنز کی ایک مخالف سپارٹا نامی ریاست کے خلاف جنگ کا بہت مخالف تھا جو سلطنت کے حکمرانوں اور جنگجو لوگوں کا شیوہ تھا۔ اس کے خیال میں ان خود تراشیدہ خداؤں پر یقین کرنا بھی عقل کے خلاف تھا جن کے بت جگہ جگہ نصب تھے۔ سقراط نے عام لوگوں کو سمجھانے کا یہ طریقہ اپنایا تھا کہ وہ ان سے سوال کرتا۔ اور سوالوں کے ذریعہ جو جواب ملتے اس سے وہ ان پر ثابت کرتا کہ جواب معقول ہے یا نہیں، یا یہ کہ ان کے زندگی گزارنے کے طریقے درست ہیں یا نہیں۔

تقریباً 50 سال وہ اپنے شہر کی گلیوں میں اپنے روشن خیالات کے پرچار کے ذریعے لوگوں پر اثر ڈالنے کی کوشش کرتا رہا، بہت سے نوجوان اس کی باتوں سے متاثر ہو کر اس کے مرید اور شاگرد بن گئے۔ وہ اپنے ماننے والوں کو کہتا کہ اپنے اندر غور و فکر کی عادت پیدا کرو۔ اس کا کہنا تھا کہ تم حقیقی علم حاصل نہیں کر سکتے جب تک غربت اور مسکینی اپنے اندر پیدا نہ کرو اور پہلے جاہل بنو پھر عالم بن سکتے ہو۔ بہت سے نوجوانوں نے اس کے خیالات سے متاثر ہو کر بتوں کی حقیقت اور بعض قوانین پر سوال اٹھانا شروع کر دیے سقراط کا کہنا تھا کہ اسے اس کے اندر کی ایک آواز راہنمائی کرتی ہے اور حکمت کی باتیں بتاتی ہے۔ جب وہ آواز آتی تو وہ خاموش ہو کر اس کی طرف توجہ مبذول کر لیتا۔ ایتھینز کے لوگ ان سب باتوں کو ہنسی ٹھٹھے میں اڑاتے اور کچھ ڈرامہ نگاروں نے سقراط کے بارے میں مزاحیہ خاکے بھی لکھے۔

415 قبل مسیح کا سال تھا یونانیوں کے ایک خدا ہرمیس کے بت کئی جگہ ٹوٹے پھوٹے ملے۔ ان واقعات کو مذہبی فتنہ قرار دیا گیا اور اس کی ذمہ داری سقراط

کے شاگردوں پر ڈالی گئی اور خاص طور پر ایک شاگرد السبیادس کو اس کا سرغنہ ٹھہرایا گیا۔ اس کے بعد 404ق م میں کچھ لوگوں نے سلطنت کے خلاف بغاوت کی۔ سقراط کی تعلیمات اور خیالات کو اس واقعہ کا ذمہ دار بھی ٹھہرایا گیا۔ کچھ عرصے بعد سپارٹا کے خلاف جنگ میں ایتھنز کی ریاست کو شکست ہو گئی اور اس جنگ میں شکست کا بھی سقراط کو ذمہ وار ٹھہرا کر اس کے خلاف مقدمہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ اس مقدمے میں اسے سزائے موت سنائی گئی۔ جس کا طریقہ زہر کا پیالہ پلانا تھا۔

سقراط کی موت کے بعد اس کے کئی شاگردوں نے اس کے اوپر مقدمہ کا آنکھوں دیکھا حال تحریر کیا۔ جن دو شاگردوں کی تحریرات محفوظ رہیں ان کے نام افلاطون اور زینوفون ہیں۔ ان دونوں نے اس شہرۂ آفاق مقدمہ کی کاروائی جس میں سقراط نے اپنے دفاع میں خود اپنی وکالت کی، محفوظ کر دیا۔ ان کے مطابق سقراط بالکل ہی پر سکون رہا، اپنے دفاع میں صرف سچ بات کی۔ سزا سن کر جب اپنے مریدوں کو روتے دیکھ کر پوچھا کہ وہ کیوں روتے ہیں جواب ملا اس لیے کہ آپ بے گناہ ہیں۔ ان سے سقراط نے سوال کیا کہ کیا یہ بہتر ہے، یا یہ کہ میں گناہ گار مارا جاؤں؟ سقراط پر نوجوانوں میں گمراہی کی تعلیم پھیلانے کے علاوہ ایتھنز کے خداؤں کا انکار اور ایک خود سے گھڑے ہوئے خدا کو ماننے کا الزام لگا۔ اس پر سلطنت کے خلاف کام کرنے کا الزام بھی لگایا گیا۔ اپنی صفائی میں سقراط نے کہا۔"

اے اہالیان ایتھنز! مجھے اپنے خلاف تمہارے فیصلے کا کوئی دکھ نہیں۔ اپنے خلاف اس فیصلہ کی توقع مجھے تھی۔ صرف حیرانی اس بات کی ہے کہ میرے خلاف فیصلہ دینے والوں کی تعداد میرے حق میں فیصلہ دینے والوں سے معمولی تعداد میں زیادہ ہے۔ میں نے لوگوں کو صرف نیکی کا راستہ اختیار کرنے اور عقل سے کام لینے کی نصیحت کی ہے ایسے انسان کے بارے میں آپ کیا فیصلہ دیں گے جس نے زندگی کا کوئی لمحہ ضائع نہیں کیا۔ یہ اور بات ہے کہ اس نے ایسی باتوں کی کوئی فکر نہ کی جیسے دولت کمانے اور بڑے عہدوں کی خواہش اور ان کا حصول۔ میں نے ہمیشہ سب لوگوں کی فلاح کے لیے کوشش کی ہے۔ اور اسی کی تلقین دوسروں کو بھی کی کہ اپنے مفاد سے بلند تر ہو کر اجتماعی مفاد کے لیے جدوجہد کرو۔ میرے بارے میں ڈیلفی کے Oracle کی پیشگوئی ہے کہ میں عقل اور حکمت کی تعلیم دوں گا۔ شائد کوئی آپ میں سے کہے کہ کیا میں اپنا منہ بند نہیں کر سکتا یا کسی دوسرے علاقے کی طرف نقل مکانی نہیں کر سکتا جہاں کوئی مجھ سے تعرض نہ کرے؟ میرے لیے اس سوال کا جواب آپ لوگوں کو سمجھانا بہت مشکل ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ ایسا کرنا میرے لیے اس لیے ناممکن ہے کہ یہ الٰہی فرمان کی نافرمانی ہے تو آپ یقین نہیں کریں گے کہ میں سنجیدہ ہوں۔ اور اگر میں یہ کہوں کہ زندگی میں بہترین کام نیکی کی تلقین اور اس پر کاربند رہنا ہی ہے جو میں ہمیشہ کرتا رہا ہوں، تو پھر بھی آپ لوگ میری بات نہیں مانے گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک سقراط نبی اللہ تھے اور میں ان کو حضرت سقراط علیہ السلام کہتا ہوں کیونکہ ان کی روشن تعلیمات کو دیکھتے ہوئے یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ جب تک تمہیں اپنی پیدائش کے مقصد کا علم نہیں ہے تمہارا علم سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض تحریریں جیسا کہ "غربت اور مسکینی اپنے اندر پیدا کرو" بھی حضرت سقراط کے خیالات کی تائید کرتی ہیں۔ وہ لوگوں میں اپنے خالق کو پہچاننے کا عرفان پیدا کرنا چاہتے تھے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس لیے مجھے کوئی شک نہیں کہ وہ نبی اللہ تھے۔

Source:
The Tahir Archive: On Socrates
Britannica: www.britannica.com
Pinterest: www.pinterest.com
https://newlearningonline.com/new-learning/chapter-7/socrates-defence

دھنک کے رنگ آپ کے سنگ

حدیث نبوی ﷺ ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے استغفار کو لازم کر لیا تو اللہ تعالیٰ اسے ہر غم اور تکلیف سے نجات دے گا اور ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ پیدا فرما دے گا، اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا، جہاں سے اسے وہم گمان بھی نہ ہو گا۔

(سنن ابن ماجہ 3819)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”خدا کا تمہیں یہ حکم ہے کہ تم اس سے اور اس کی خلقت سے عدل کا معاملہ کرو۔ یعنی حق اللہ اور حق العباد بجالاؤ اور اگر اس سے بڑھ کر ہو سکے تو نہ صرف عدل بلکہ احسان کرو یعنی فرائض سے زیادہ اور ایسے اخلاق سے خدا کی بندگی کرو گویا تم اس کو دیکھتے ہو اور حقوق سے زیادہ لوگوں کے ساتھ مروت و سلوک کرو اور اگر اس سے بڑھ کر ہو سکے تو ایسے بے علت اور بے غرض خدا کی عبادت اور خلق اللہ کی خدمت بجالاؤ کہ جیسے کوئی قرابت کے جوش سے کرتا ہے۔“

(روحانی خزائن، جلد 2، صفحہ 361 – 362)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”یاد رکھو وہ زندگی جو تم خدا کے لیے خرچ کرتے ہو، وہی تمہاری زندگی ہے۔ لیکن وہ زندگی، جو تم اپنے نفس کے لیے خرچ کرتے ہو، وہ ضائع چلی گئی۔ جو شخص خدا کے لیے اپنی زندگی قربان کرتا ہے وہ چاہے کتنی ہی گمنامی کی زندگی بسر کرے، چاہے دنیا میں اسے کوئی شخص نہ جانتا ہو۔ آسمان پر خدا اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا اور اس کو اپنے قرب میں عزت و احترام کی جگہ دیتا ہے۔ پس مت خیال کرو کہ دین کے لیے اپنی زندگی قربان کرنا۔ زندگی کو ضائع کرنا ہے۔ یہ زندگی کو ضائع کرنا نہیں بلکہ اسے ایک قیمتی اور ہمیشہ کے لیے قائم رہنے والی چیز بنانا ہے۔“

(تحریک جدید، ایک الٰہی تحریک، جلد دوم، صفحہ 322)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”ہر وہ بات کریں جس سے آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے ہر اس بات سے نفرت کریں جس سے آپس میں نفرت پیدا ہوتی ہو اور جو پہلے ہو چکا اس کو ختم سمجھیں اور آئندہ کے لیے اگر آپ کی موجودگی میں کوئی بات ہو جس سے نفرت پیدا ہوتی ہو تو اس کو روکیں یا وہاں سے اٹھ کر چلے جائیں۔ جو لوگ نفرت پیدا کرتے ہیں ان سے تعلق توڑ لیں۔“

(خطبہ جمعہ، 23 ستمبر، 1983ء)

ارشاد حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز:

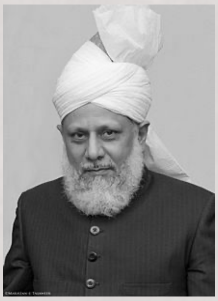

”ہمیں ایسی عبادتوں کی تلاش کرنی چاہیے جس میں لذت و سرور ہو، نہ کہ صرف ایک بوجھ سمجھ کر گلے سے اتارا جائے۔“

(خطبہ جمعہ، 15 اپریل، 2016ء)

مالی خدمت

کمی بیشی کی فکروں میں پڑے کیوں آدمی زادہ — کبھی فیل ورخ وفرزیں سے بڑھ جاتا ہے اک پیادہ

وہی مالوں کی قربانی پہ ہو سکتے ہیں آمادہ — ہیں جن کی ہمتیں عالی، ہے جن کی زندگی سادہ

مئے عشق ومحبت کے ہوں جو احباب دلدادہ — اگر توفیق دس کی ہو تو دے دیں بیس یا زیادہ

نوا را تلخ ترمے زن چو ذوق نغمہ کم یابی

حدی را تیز ترمی خواں چو محمل را گراں بینی

(از بخار دل، ص:143)

ثبات قلب کی دعا

حضرت شہرؓبن حوشب نے حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول کریم ﷺ کی کثرت سے پڑھی جانے والی دعا کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے یہ دعا بتائی۔ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ حضور آپ کثرت سے یہ دعا کیوں کرتے ہیں تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص کا دل خدا کی دو انگلیوں کے درمیان ہے وہ جب چاہے اسے بدل دے۔

یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ۔(ترمذی'الدعوات')

ترجمہ: اے دلوں کے پھیرنے والے میرا دل اپنے دین پر قائم کر دے۔

کام کی باتیں

ثمینہ حفیظ – مجلس بیت النصر

پرہیز علاج سے بہتر ہے

• اگر اپنے دماغ کو بہتر رکھنا چاہتے ہیں تو آٹھ گھنٹے کی نیند ضرور لیں۔

• آنکھوں کو بہتر رکھنا چاہتے ہیں تو سونے سے پہلے اپنے پاؤں پر تیل کی مالش کریں۔

• معدہ کو ٹھیک رکھنا چاہتے ہیں تو ٹھنڈی چیزوں سے پرہیز کریں۔

• جگر کو بہترین رکھنا چاہتے ہیں تو بازاری کھانا اور فاسٹ فوڈ سے پرہیز کریں۔

• گردوں کو صحت مند رکھنا چاہتے ہیں تو سونے سے پہلے باتھ روم سے فارغ ہو لیا کریں۔

• مثانے کو ٹھیک رکھنا چاہتے ہیں تو کچا پیاز زیادہ استعمال کریں۔

• اپنڈکس سے بچنا چاہتے ہیں تو لیموں کا استعمال کریں۔

• گلے کا خیال رکھنا چاہتے ہیں تو کھانے میں کالی مرچ کا استعمال کریں۔

• پھیپھڑوں کو تندرست رکھنا چاہتے ہیں تو تمباکو نوشی ترک کر دیں۔

• اگر آپ کو اپنے ناک کا خیال ہے تو پودینہ کا استعمال کیا کریں۔

• دل کو تندرست رکھنا چاہتے ہیں تو نمک اور چکنائی کا استعمال بہت کم کر دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت الہٰی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی عمر میں بہت چھوٹے تھے اور ایسی عمر میں تھے جب بچوں کو کھیل کود کا شوق ہوتا ہے، ان کی خواہشات بہت معمولی، وقتی اور سطحی ہوتی ہیں اور ان کی تمنائیں محسوس (معلوم، ظاہر) دنیا ہی سے تعلق رکھتی ہیں۔ بچپن کی اس عمر میں حضور کی خواہش کیا ہے؟ اور آپ کے دل میں کیا تمنائیں ہیں۔ اس کا اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے۔

آپ کی ماموں زاد جو آپ سے بھی عمر میں چھوٹی تھیں اور جو بعد میں آپ کے نکاح میں آئیں۔ آپ انہیں فرمایا کرتے تھے "دعا کر خدا میرے نماز نصیب کرے"۔ ایک چھوٹی عمر کے بچے کے دل میں پلنے والی یہ تمنا بہت کم جوانوں بلکہ بوڑھوں کو نصیب ہوتی ہے۔ اس تمنا سے جہاں حضور کا نماز پڑھنے کے لیے شوق اور لگن ظاہر ہوتی ہے وہاں یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ بچپن کی عمر سے ہی آپ دعاؤں کی قبولیت پر یقین رکھتے تھے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ خدا تعالیٰ سے محبت رکھنے، اس سے پیار کرنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے نماز سے بڑھ کر کوئی راستہ نہیں اور دعا سے بڑھ کر کوئی طریق نہیں!

(ذکر حبیب، مرزا غلام احمد صاحب، ایم۔اے)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"یقیناً سمجھو کہ دعا بڑی دولت ہے۔ جو شخص دعا کو نہیں چھوڑتا۔ اس کے دین اور دنیا پر آفت نہ آئے گی۔ وہ ایک ایسے قلعے میں محفوظ ہے جس کے ارد گرد مسلح سپاہی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن جو دعاؤں سے لاپرواہ ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو خود بے ہتھیار ہے اور اس پر کمزور بھی ہے اور پھر ایسے جنگل میں ہے جو درندوں اور موذی جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ اس کی خیر ہرگز نہیں ہے۔ ایک لمحہ میں وہ موذی جانوروں کا شکار ہو جائے گا اور اس کی ہڈی بوٹی نظر نہ آئے گی۔ اس لیے یاد رکھو کہ انسان کی بڑی سعادت اور اس کی حفاظت کا اصل ذریعہ ہی یہی دعا ہے۔ یہی دعا اس کے لیے پناہ ہے اگر وہ ہر وقت اس میں لگا رہے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم، پرانا ایڈیشن صفحہ 192 – 193)

گاجر دال مال

(سرور مبارک ۔ مجلس نور ستر اند)

اشیاء:

	لہسن – 5-4 عدد	**زیرہ** – 1 ٹیبل سپون
چنادال – 4/3 کپ	**ٹماٹر** – 2 عدد، میڈیم سائز	**سرخ مرچ** – 1 ٹیبل سپون
گاجر – 4-3 عدد، میڈیم سائز	**تیز پتا** – 1 عدد	**پسا ہوا دھنیا** – آدھا ٹیبل سپون
پیاز – 2 عدد، میڈیم سائز	**تازہ دھنیا** – 4/1 کپ	**نمک** – حسب ذائقہ
ادرک – 1 انچ موٹا ٹکڑا	**تیل** – 2 ٹیبل سپون	**ہلدی** – آدھا ٹیبل سپون

ترکیب: دال کو اچھی طرح دھونے کے بعد دو کپ پانی میں دو گھنٹے کے لیے بھگو دیں۔ گاجریں چھیل لیں اور دھونے کے بعد ایک ایک سینٹی میٹر کے برابر ٹکڑے بنا لیں۔ پیاز، لہسن، ادرک اور ٹماٹر کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ کر رکھ لیں۔ فرائی پین میں تیل گرم کرنے کے بعد اس میں تیز پتا اور زیرہ ڈال کر فرائی کریں. ایک منٹ کے بعد اس میں پیاز ڈال کر براون کر لیں اب اس میں پیسا ہوا ادرک، اور کٹی ہوئی لہسن ڈال کر آدھے منٹ تک فرائی کریں۔ پھر مرچ، پسا ہوا دھنیا، ہلدی ڈال کر مکس کریں آخر میں ٹماٹروں کا گودا اور تھوڑا سا پانی ملا کر 3 سے 4 منٹ پکائیں اور چمچ آہستہ آہستہ ہلائیں۔ اب اس میں بھیگی چنے کی دال اور گاجروں کے ٹکڑوں کو ڈال کر ایک کپ پانی اور نمک حسب ذائقہ ڈالیں۔ تھوڑی دیر تیز آنچ پر پکائیں پھر آنچ کم کر دیں اور دال کے گلنے تک پکائیں جب دال اور گاجر اچھی طرح سے گل جائے تو چولھا بند کر دیں۔ گرم مصالحہ اور سبز دھنیا سے سجا کر پیش کریں۔

ربط ہے جانِ محمدؐ سے میری جاں کو مدام	مصطفیٰ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے	اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

(از درثمین: ص:13)

مچھلی کے فائدے اور اقسام کی حیرت انگیز معلومات

(ڈاکٹر نبیلہ انور — مجلس نتیدال)

مچھلیاں قدرت کی حسین مخلوق ہیں، جو دنیا میں ہر جگہ پائی جاتی ہیں۔ سمندروں، دریاؤں، جھیلوں تالابوں اور چشموں میں سائنس دان مچھلیوں کی اب تک 21 ہزار سے زائد اقسام دریافت کر چکے ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق مچھلی محض غذا نہیں، بلکہ کئی امراض کا بہترین علاج بھی ہے خاص طور پر روغنی مچھلیاں۔ ان کے کھانے سے ایسے کئی امراض سے جن کا جسم کے مدافعتی نظام سے گہرا تعلق ہوتا ہے بچاؤ بہت آسان ہو جاتا ہے۔

مچھلی کھانے کے صحت پر اثرات

مچھلی بہت سے اہم غذائی اجزاء کا ذریعہ ہے مچھلی میں جو روغنی تیزاب پائے جاتے ہیں، وہ اومیگا۔۳ کہلاتے ہیں۔ یہ تیزاب جسم میں ایسے ہارمونی اجزا کی تیاری روک دیتے ہیں، جو ہر قسم کے امراض، ان میں اضافے اور شدت کا سبب ہوتے ہیں۔ مچھلی کے روغنیات کی اہمیت وافادیت کا احساس تقریباً ۷۰ برس قبل ہوا تھا۔ اُس وقت یہ بات زیر غور آئی تھی کہ دنیا کے اورانسانوں کے لیے چربی مضرِ صحت ثابت ہوتی ہے تو آخر اسکیمو بے حساب چربی کھا کر امراض سے کیوں محفوظ رہتے ہیں وہ قلب کی کسی بھی تکلیف میں مبتلا نہیں ہوتے جبکہ وہ بہ کثرت مچھلی کی چربی اور اُس کا گوشت کھاتے ہیں، اس کے باوجود ان کے خون میں کولیسٹرول کی سطح نارمل ہوتی ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اسکیمو روزانہ جو سمندری غذائیں کھاتے ہیں، وہ تمام کی تمام اومیگا۳ روغنی تیزابوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ ساحلی علاقوں میں رہنے والے افراد امراضِ قلب کا کم شکار ہوتے ہیں اس لیے کہ وہ مچھلی زیادہ کھاتے ہیں۔ مچھلی کم مقدار میں بھی قلب کی محافظ ہوتی ہے۔

مچھلی اور دیگر اشیاء استعمال کرتے ہوئے کچھ مضر اثرات بھی لاحق ہو سکتے ہیں۔

زہر آلود مادے جیسا کہ مرکری بعض اقسام کی مچھلیوں میں زیادہ پائے جاتے ہیں جن میں ٹونا مرکل سارڈ فش اور مارلن شامل ہیں اور کچی مچھلیوں اور شیل فش جیسا کہ آئسٹرز سکیلوپس اور کلیمز وغیرہ میں بیکٹیریا کی نشو نما بھی نسبتاً زیادہ ہوتی ہے۔ اور بعض لوگ تو صرف اس وجہ سے مچھلی نہیں کھاتے کہ انہیں پکانی نہیں آتی کسی بھی وجہ سے ہمیں مچھلی کو ترک نہیں کرنا چاہیے اور اسے اپنی خوراک میں لازمی شامل کرنا چاہیے۔ آیئے ہم اپنے اذہان میں موجود شک و شبہات کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

1۔ بین الاقوامی تحقیقی نیٹ ورک 'کوخرن' کا کہنا ہے کہ تیل والی مچھلیاں صحت مند خوراک کے حصے کے طور پر تجویز کی جا سکتی ہے۔

2۔ برطانیہ کے ادارے این ایچ ایس کا کہنا ہے کہ ہر ہفتے مچھلی کی کم از کم دو خوراک کھانی چاہیے جن میں سے ایک سیلمن تازہ ٹیونا یا میکرل جیسے تیل والی والی مچھلی ہو تا کہ جسم کو کافی حد تک اچھی چربی مل سکے۔

مچھلی ایسے غذائی اجزاء سے بھرپور ہوتی ہے جو ہر عمر کے افراد کے لیے انتہائی ضروری تصور کیے جاتے ہیں۔ ان غذائی اجزاء میں اعلیٰ معیاری پروٹین، آیوڈین، سلینیم اور زنک جیسے اجزاء مشہور ہیں۔ روزمرہ غذاؤں کے مقابلے مچھلی میں پائے جانے والے وٹامن ڈی اور وٹامن ب ہڈیوں اور دماغی صحت

کے لئے ضروری ہیں تاہم اس غذا کی سب سے اہم خاصیت اومیگا 3 فیٹی ایسڈ کی موجودگی ہے انٹرنیشنل ماہر غذائیت جولیاز مپانو کے مطابق اومیگا تھری خون کو جمنے یالو تھڑے بننے سے روکتے ہیں(جو ہارٹ اٹیک اور فالج کی اہم وجہ ہے)۔

ساتھ ہی یہ شریانوں میں جمع ہونے والی چربی ٹرائی گلیسرائڈز کو بھی کم کرتے ہیں۔دوسری جانب یہ فیٹی ایسڈ جسم سے سوزش اور بلڈ پریشر کو کم کرتے ہوئے اچھے کولیسٹرول میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ایک اندازے کے مطابق 113 گرام پکی ہوئی سالمن مچھلی ماہرین کی تجویز کردہ وٹامن ڈی کی 100 فیصد ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ایک تحقیق میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ ہفتے میں 3 بار سالمن کا استعمال نیند بہتر بنانے میں مدد دیتا ہے اور افعال کی کارکردگی بھی بہتر ہوتی ہے۔

مرکری کی زیادہ مقدار والی مچھلی سے گریز کریں

سی فوڈ میں عام طور پر ہی مرکری کی مقدار زیادہ ہوتی ہے مگر بعض مچھلیوں میں یہ نسبتا اور زیادہ پایا جاتا ہے حاملہ خواتین اور بچوں کو ان مچھلیوں سے گریز کرنا چاہیے لہذا اگر آپ ان مچھلیوں کا استعمال کثرت سے کر رہے ہیں تو آپ مرکری کی زیادتی کے باعث ہاتھوں کی کپکپاہٹ، جسم کا سن ہونا یا یادداشت کے مسائل کا شکار ہوسکتے ہیں۔

کچی مچھلی کھانے سے گریز کریں اور سی فوڈ کو گرل،بیک یا ساتے کر کے کھائیں

آئسٹرز سی فوڈ کا وہ جزو ہے جسے کچا بھی کھایا جاتا ہے جس کے نتیجے میں ہیضہ ہونے کے امکانات بہت حد تک بڑھ جاتے ہیں۔لہذا اگر آپ کو آئسٹرز پسند ہیں تو ان امکانات کو مدنظر رکھتے ہوئے صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھیں۔ سی فوڈ کو پکانے کے بہت ہی آسان اور تیز رفتار طریقے موجود ہیں اور محض پکانے کی وجہ سے سی فوڈ کھانے سے اجتناب نہ کریں اور ان طریقوں کو سیکھ کر اس اہم چیز کو خوراک کا حصہ بنا لیں۔لہذا سی فوڈ کا ہفتے میں ایک یا دو بار استعمال صحت کے لیے مفید ہے تاہم حاملہ خواتین اور بچوں کو مچھلیاں کھاتے ہوئے تھوڑی احتیاط برتنی چاہیے۔

مچھلی کے تیل کے کیپسول کھانا فائدہ مند؟

تمام طبی ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ اومیگا تھری فیٹی ایسڈز کے حصول کا بہترین ذریعہ آئلی فش کا استعمال ہے مگر کیا مچھلی کے تیل کے کیپسول روزانہ کھانا اس حوالے سے فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں؟

اُمّ المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(آصفہ کوکب – از شعبہ وقفات)

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت محمد ﷺ کی صاحبزادیوں میں سب سے بڑی تھیں جو بعثت نبوی سے دس سال قبل مکہ میں پیدا ہوئیں جبکہ حضور ﷺ کی عمر تیس سال تھی۔ جب حضور ﷺ کو نبوت عطا ہوئی تو حضرت زینب نے اپنی والدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بہنوں کے ساتھ ہی رسول اکرم ﷺ کی تصدیق اور قبول اسلام کی سعادت پائی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تجویز پر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی تقریباً دس سال کی عمر میں اپنے خالہ زاد ابوالعاص بن ربیع کے ساتھ کر دی گئی جو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حقیقی بہن ہالہ کے بیٹے تھے۔

آنحضرت ﷺ نے دعویٰ نبوت فرمایا تو قریش کی مخالفت اور ان کے ڈرانے دھمکانے پر حضور اکرم ﷺ کی دو صاحبزادیوں حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کے خاوندوں نے نکاح کے بعد رخصتی سے قبل ہی طلاق دے دی۔ لیکن ابوالعاص نے جرات اور دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے وفا کا دامن نہ چھوڑا حضور اکرم ﷺ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دینے سے انکار کر دیا۔ قریش نے ابوالعاص کو لالچ دیا کہ اگر آپ حضرت محمد ﷺ کی بیٹی کو چھوڑ دیں تو جو لڑکی بھی آپ پسند کریں گے ہم اس سے تمہاری شادی کر دیں گے۔ لیکن اس کے باوجود نیک دل، جرأت مند اور وفا شعار ابوالعاص نے حضرت زینب کو طلاق دینے سے انکار کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق فرمایا کہ یہ میری بیٹیوں میں سے سب سے افضل ہے۔ کیونکہ اس کو میری وجہ سے تکلیفیں پہنچی ہیں۔

جنگ بدر کے بعد جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کی آزادی کا فدیہ بھیجا تو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابوالعاص کی آزادی کے لیے بطور فدیہ حضرت خدیجہ کا وہ ہار بھیجا جو حضرت زینب کو پہنا کے ابوالعاص کے گھر رخصت کیا گیا تھا۔ جو ایک بیٹی کے لیے ماں کی نشانی تھی۔ وہ ہار دیکھ کر حضرت محمد ﷺ پر سخت رقت طاری ہو گئی۔ آپ ﷺ نے حضرت زینب کی راہ ہجرت ہموار کرنے کے لیے صحابہ کرام سے مشورہ کیا کہ اگر تم پسند کرو تو ابوالعاص کے فدیہ میں آیا ہوا مال واپس کر دو۔ صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بخوشی ایسا کیا۔ حضرت محمد ﷺ نے ابو العاص سے وعدہ لیا کہ وہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مدینہ بھیج دیں گے۔

جب جنگ بدر کے ایک ماہ بعد ابوالعاص مکہ واپس آئے تو ان حالات میں ابوسفیان کی بیوی ہند حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طعنہ دیتی تھی کہ یہ سب مصیبتیں تمہارے باپ کی وجہ سے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس اذیت ناک حالت کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ کیا تم حضرت زینب کو میرے پاس لا سکتے ہو؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بخوشی مکہ روانہ ہو گئے۔ جب حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک آنحضرت کا سندیسہ پہنچا دیا تو اس سے اگلی رات ابوالعاص حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لے کے نکلے اور یاجج مقام پر انہیں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ روانہ کر کے واپس مکہ آ گئے اس طرح حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے مقدس والد حضرت محمد ﷺ کے پاس پہنچ گیں۔

جب سن 6 ہجری میں ابوالعاص اپنا اور قریش کا مال لے کر شام سے واپس آرہے تھے تو رسول اکرم ﷺ کے بھیجے گئے ایک دستہ سے ان کی مڈھ بھیر ہو گئی۔ انہوں نے اس تجارتی قافلہ کا سارا مال چھین کر انہیں بھاگنے پر مجبور کر دیا ابوالعاص اپنا مال واپس لینے کی درخواست لے کر مدینہ پہنچے تو رات کا وقت تھا وہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پناہ کے طالب ہوئے اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں پناہ دے دی۔ اگلی صبح حضرت محمد ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ ابوالعاص کی رہائش کا اچھا انتظام کرو لیکن وہ ہرگز تمہاری خلوت میں نہ آئے تم بحیثیت مسلمان اب اس کے لیے حلال نہیں۔ اس کے بعد حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سفارش پر آنحضرت ﷺ نے ان کا مال واپس کر دیا۔ جسے لے کر وہ مکہ چلے گئے اور قریش کا مال ان کے سپرد کر کے مدینہ واپس آ گئے اور اسلام قبول کر لیا۔ ابوالعاص کے اپنے دین پر قائم رہنے اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قبول اسلام سے ان کے رشتہ ازدواج میں جو روک پیدا ہوئی تھی وہ ابوالعاص کے قبول اسلام سے دور ہو گئی۔ حضرت زینب کی اولاد میں دو تین بچوں کا ذکر ملتا ہے جو کم سنی میں ہی فوت ہو گے تھے۔ ایک بیٹی حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔

حضرت زینب کی وفات پر آپ ﷺ ان کی قبر میں اترے اس وقت آپ ﷺ بہت غم زدہ تھے۔ جب آپ ﷺ قبر سے باہر نکلے تو غم کا بوجھ کچھ ہلکہ تھا۔ فرمایا کہ میں نے زینب کے ضعف کے لحاظ سے اللہ سے دعا کی ہے کہ اے اللہ اس کی قبر کی تنگی اور غم کو ہلکا کر دے اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کر لی اور اس کے لیے آسانی پیدا کر دی ہے زینب کی تدفین جنت البقیع میں ہوئی۔

(ماخوذ از کتاب اہل بیت رسول ﷺ 255 – 262)

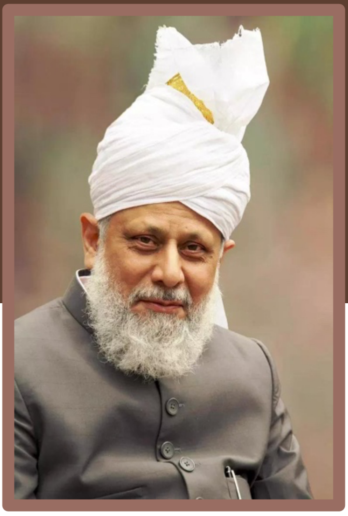

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ جرمنی کی واقفات نو کی کلاس 8 جون 2014ء

(نبیلہ چیمہ – از شعبہ واقفات)

ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کریں

سوال: ایک بچی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے سوال کیا کہ آئینہ میں دیکھنے والی دعا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہمارے خوبصورت چہرے کے ساتھ ہمارے اخلاق بھی خوبصورت بنادے۔ تو کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو اپنا چہرہ خوبصورت نہیں لگتا۔ ان کے لیے کیا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تو جیسا اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اللہ تعالیٰ کا شکر کر لیا کریں کہ یہ اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اس سے زیادہ برا نہیں بنایا۔ ایک دفعہ بازار میں ایک شخص کھڑا تھا اور اس کے چہرے پر کوئی خوبصورتی نہیں تھی اس کو لوگ اچھا نہیں سمجھتے تھے اس کو خود بھی احساس تھا کہ میرے چہرے پر کوئی خوبصورتی نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ پیچھے سے گئے اور اس کے گلے میں ہاتھ ڈال کر اس کو پیچھے سے پکڑ لیا۔ اس کی آنکھیں بند کر کے کھڑے ہوگئے۔ اس نے خوب اپنا جسم رگڑنا شروع کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ میرا خاص آدمی ہے اس کا کون خریدار ہے۔ اس پر اس نے کہا اس بدشکل آدمی کا اور کسی کام کے نہ آدمی کا کون خریدار ہو سکتا ہے کون مجھے پسند کر سکتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے کہا نہیں مجھے تم بہت پسند ہو۔ تو اگر کسی کا چہرہ ایسا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اگر ایسا بنایا ہوا ہے تو پھر اسی پر خوش ہوا جائے کہ اس سے بھی بھیانک چہرہ ہو سکتا تھا۔ جو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے وہی اچھا ہے۔ شکر کرنا چاہیے۔ شکر کرو گے تو اللہ تعالیٰ مزید دیتا جائے گا۔

نماز میں لذّت حاصل کرنے کے طریق

سوال: ہم نماز میں لذّت کیسے حاصل کر سکتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: نماز کے تمہیں معنی آنے چاہیں۔ سوچ سوچ کے پڑھو۔ جو عربی کے الفاظ ہیں انہیں غور سے پڑھو پھر سجدے میں جب جاتے ہو اپنی زبان میں دعا کرو۔ رکوع میں جاتے ہو اپنی زبان میں دعا کرو اور جو ہر ایک کی کوئی نہ کوئی خاص چیز ہوتی ہے جس کے لیے دل میں درد ہوتی ہے اس کو سوچو اور دل میں لاؤ۔ سٹوڈنٹ ہیں تو ان کو یہی ہوتا ہے کہ ہم پاس ہو جائیں تو ایک دم فکر پیدا ہوتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہیں۔ ہمارے امتحان ہیں پاس ہو جائیں۔ اس میں وہ لذّت آنی شروع ہوتی ہے۔ پھر آدمی روتا ہے چلّاتا ہے تو وہی مزا آتا ہے اس کے بعد آہستہ آہستہ عادت پڑتی چلی جاتی ہے۔ پھر جس طرح اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کی سوچ بڑھتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لیے انسان کوشش کرتا ہے روتا ہے چلّاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ تم نماز میں اور کچھ نہیں تو رونی شکل بنالیا کرو۔ چاہے زبردستی بناؤ کیونکہ رونی شکل بنا کے بعض دفعہ رونا آجاتا ہے۔ پھر اس میں انسان آہستہ آہستہ بڑھتا جاتا ہے۔ دعا کرو، جو دعا درد سے ہو، سوچ سمجھ کے ہو تو پھر لذّت آتی ہے۔ دعا ہونی چاہیے تو دل سے ہونی چاہیے اور جب دل سے نکلتی ہے تو لذّت بھی آنے لگ جاتی ہے۔

دعائیہ اعلانات

- اشاعت ٹیم کی تمام ممبرات کی صحت و سلامتی اور لجنہ گروپ اے کی بچیوں، واقفات اور ناصرات کی دینی و دنیاوی کامیابیوں اور نیک نصیب کے لیے درخواستِ دعا ہے۔
- محترمہ امتہ السلام عقیل صاحبہ اپنی ا، اپنے خاوند اور بچوں کی صحت و سلامتی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ امتہ القیوم صاحبہ اپنی، اپنے خاوند اور بچوں کی صحت و سلامتی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ شگفتہ رحمان صاحبہ اپنی، اپنے خاوند اور بچوں کی صحت و سلامتی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ فرخندہ کنول صاحبہ اپنی فیملی کے لیے صحت و سلامتی کی دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ عفت وحید صاحبہ اپنے بچوں کی امتحان میں کامیابی، ان کے نیک اور خادم دین ہونے اور اپنے بھائی اور ان کی فیملی
- کے لیے درخواست دعا کرتی ہیں۔
- محترمہ قیصرہ خواجہ، امتثل خواجہ اور ایمان خواجہ اپنی اپنی فیملی نیز نئے سال کے بابرکت ہونے کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ نصرت خواجہ صاحبہ اپنے بچوں اور میاں کی صحت تندرستی والی لمبی زندگی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ صباحت البشریٰ صاحبہ اپنے اور فیملی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ صدیقہ ناصرہ صاحبہ نئے سال کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ فرح ذوالفقار صاحبہ اپنی صحت کاملہ کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ شمع عدیل صاحبہ اپنے بچوں اور میاں کی صحت تندرستی والی لمبی زندگی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ پروین اختر صاحبہ اپنے بچوں اور میاں کی صحت تندرستی والی لمبی زندگی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ مہرالنساء صاحبہ اپنے بچوں اور میاں نیز نئے سال کے بابرکت ہونے کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ عطیہ رفعت صاحبہ اپنی فیملی نیز نئے سال کے بابرکت ہونے کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ Berevan صاحبہ اپنے بچوں اور جماعت کی ترقی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

ناصرات کارنر

یاد رکھنے کی باتیں

وَ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ ★ وَ مَا نَهٰىكُمۡ عَنۡهُ فَانۡتَهُوۡا

اور اللہ کا رسول جو کچھ تم کو دے اس کو لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ۔ (الحشر 8:59)

قرآن روزانہ پڑھنا کیوں ضروری ہے

قرآن مجید اللہ کا پاک کلام ہے اور اسے پڑھنا باعث برکت ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں بھیجے جانے کا مقصد بیان فرمایا ہے اور بتا دیا کہ انسان نے اپنی اس زندگی جو زمین پر گزارنی ہے وہ کس طرح گزارنی ہے، انسان چونکہ غلطی کرتا ہے اور اس دنیا میں قدم قدم پر برائی اور بدی موجود ہے اور اگر ہم روزانہ قرآن مجید کی تلاوت کریں اور اسے سمجھ کر پڑھیں تو ہم بہت ساری برائیوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حلیہ مبارک

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قد درمیانہ سے ذرا اونچا۔ بدن کسی قدر بھاری آنکھیں بڑی بڑی۔ مگر ہمیشہ غض بصر کی صورت میں رہنے کے سبب باریک سی معلوم ہوتی تھیں۔ چہرہ چمکدار۔ چھاتی کشادہ، کمر سیدھی، جسم کا گوشت مضبوط تھا۔ جسم اور چہرے پر جھریاں نہ تھیں۔ رنگ سفید و سرخ گندمی تھا۔ جب آپ ہنستے تھے تو چہرہ سرخ ہو جاتا تھا۔ سر کے بال سیدھے کانوں تک لٹکتے ہوئے ملائم اور چمکدار تھے۔ ریش مبارک گھنی ایک مشت سے کچھ زیادہ لمبی رہتی تھی۔" (ذکر حبیب ص 31)

"اکثر اوقات آنکھیں نیم بند اور نیچے کی طرف جھکی رہتی تھیں۔" (سلسلہ احمدیہ صفحہ 194)

لباس

"عموماً بند گلے کا کوٹ یا جبہ۔ دیسی کاٹ کا کرتہ یا قمیص اور معروف شرعی ساخت کا پاجامہ جو آخری عمر میں عموماً گرم ہوتا تھا۔ جوتا ہمیشہ دیسی پہنا کرتے تھے اور ہاتھ میں عصا رکھنے کی عادت تھی۔ سر پر اکثر سفید ململ کی پگڑی باندھتے تھے۔ جس کے نیچے عموماً نرم قسم کی رومی ٹوپی ہوتی تھی۔" (سلسلہ احمدیہ صفحہ 194)

خوراک

"کھانے میں نہایت درجہ سادہ مزاج تھے اور کسی چیز سے شغف نہیں تھا بلکہ جو چیز بھی میسر آتی تھی بے تکلف تناول فرماتے تھے اور عموماً سادہ غذا کو پسند فرماتے تھے۔ غذا بہت کم تھی۔ اور جسم اس بات کا عادی تھا کہ ہر قسم کی مشقت برداشت کر سکے۔"(سلسلہ احمدیہ صفحہ 195)

وضو کی حکمت

۱۔وضو سے سستی اور غفلت دور ہو جاتی ہے۔

۲۔جسم میں تازگی اور مستعدی آجاتی ہے۔

۳۔عبادت الٰہی کے لیے توجہ اور یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔

۴۔اس ظاہری پاکیزگی سے باطنی طہارت کی طرف توجہ ہوتی ہے۔گویا ایک طرح سے تصویری زبان میں انسان یہ دعا کرتا ہے کہ جس طرح یہ ظاہری پانی ان عضاء کی میل کچیل کو دور کر رہا ہے اسی طرح توبہ کا پانی اس باطنی میل کو دور کردے جو ان عضاء کی غلط کرداری کی وجہ سے چڑھ گئی ہے۔ (کامیابی کی راہیں۔حصہ اول صفحہ 31)

لطائف

ایک لکڑہارا اپنے بیٹے کے ساتھ لکڑیاں کاٹنے گیا۔ شام کو واپسی کے وقت راستہ بھول گئے۔ لکڑہارا بیٹے سے غصے سے بولا۔ "بے وقوف میں تو راستہ بھول گیا تم تو گھر جاؤ ماں انتظار کر رہی ہوگی"

ایک موٹا آدمی کسی کے گھر مہمان گیا۔ رات کو زلزلہ آیا ہے۔ موٹا آدمی پلنگ سے نیچے گر گیا۔ میزبان بولا۔ "تم زلزلے سے نیچے گرے ہو یا تمہارے گرنے سے زلزلہ آیا ہے۔"

کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کس خرگوش کا جڑواں نہیں ہیں؟

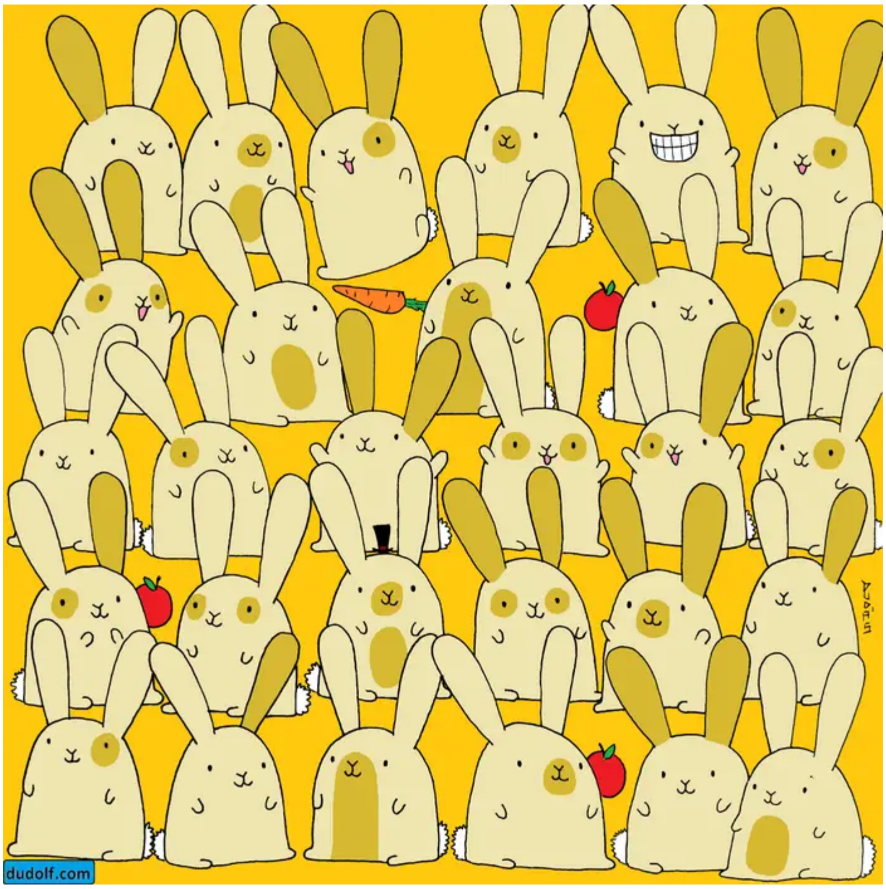

		1	5	4		7		6
4					3	9		8
	5		7	2		1	3	4
	7	4	3			2	8	9
		8	1					
5	3		9				1	7
	1			3	6	8	7	
8				5		6		
		2	8		1		4	5

Gåter:

1. Jeg snakker uten en munn og hører uten ører. Jeg har ingen kropp, men kommer i live med vinden, hva er jeg?
2. Hva må ødelegges før det kan brukes?
3. Hva går opp og ned, men beveger seg ikke?
4. Hva kan du holde i høyre hånden som du aldri kan holde i venstre hånden?
5. Hva er rødt, men lukter som blå maling?
6. Hva kan fylle et rom, men tar ingen plass?

1: Ekko, 2: Egg, 3: Trappa, 4: Din venstre hånd. 5: Rød maling, 6: Lys

Finn veien frem til mål:

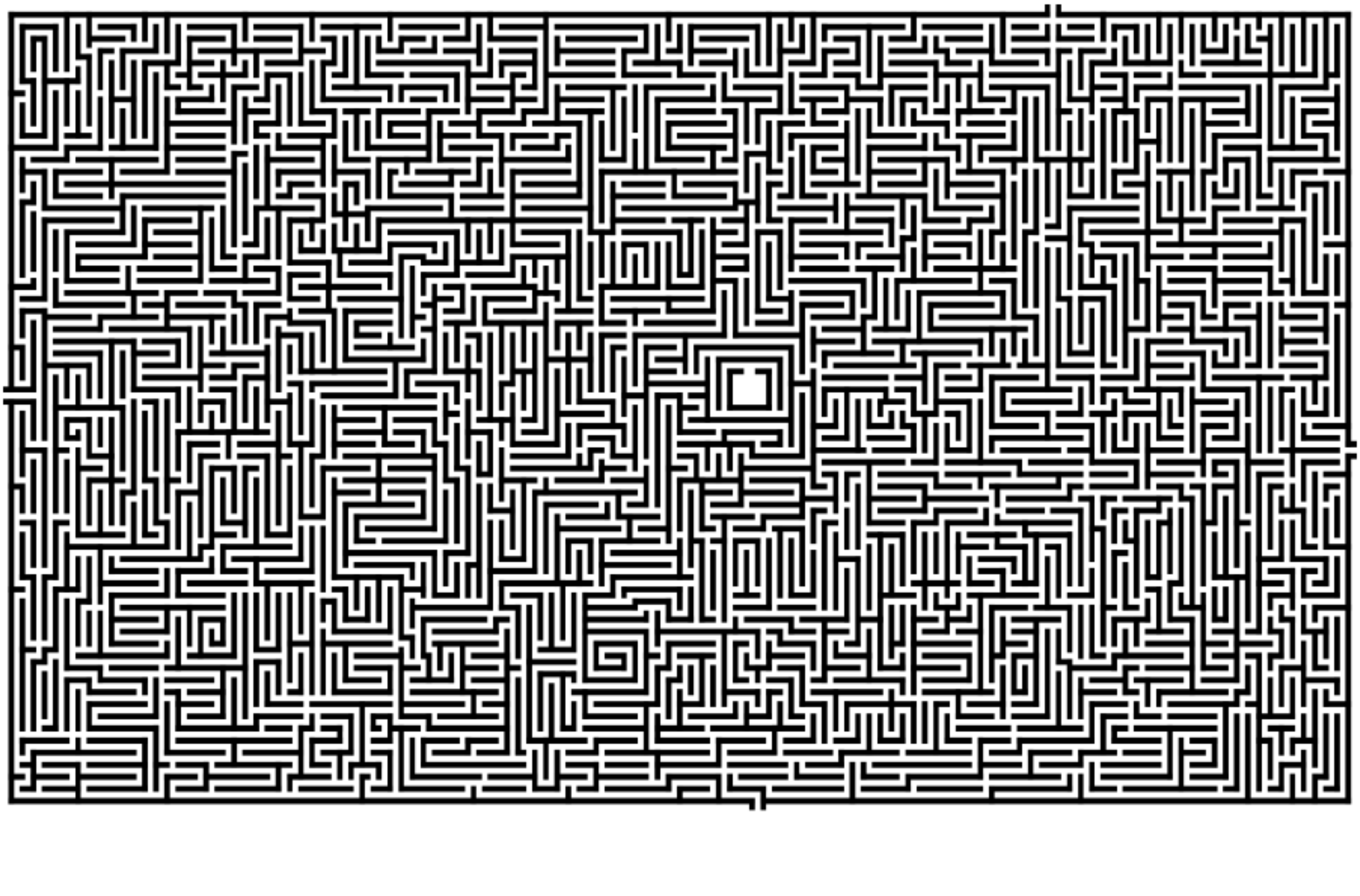

De fem søylene

De fem søylene er viktige for muslimer, dette er regler vi skal forholde oss til, som å be fem ganger om dagen og å faste i Ramadan måneden. Ved å følge disse reglene blir Allah veldig glad, derfor er det best at vi gjør dette, for det er ikke mye til å begynne med. På denne måten kan vi vise vår takknemlighet til Gud.

Namaz er en av de fem søylene.

Profeten Muhammad (sa) sa: "Befal barna dine å lese Salat når de blir syv år, og vær streng for det (Salat) når de blir ni år, og ordne sengene (å sove) separat. " (Abu Dawud). Vi bør i ung alder, lære oss å be namaz regelmessig.

Det er ikke bra å vente til at en blitt syv år å begynne å lese namaz, når et barn er gammel nok og forstår hva som skjer rundt ham, bør foreldre gi barnet uformell lærdom om namaz.

Skrevet av Michal Malik, Nittedal.

folk ikke ble drept på grunn av sin tro. Flere muslimer valgte å flykte, men dette likte ikke lederne i Mekka. De prøvde å stoppe muslimene. Forfølgelsen av muslimene ble mer voldsom, men islam fortsatte å vokse. Lederne i Mekka bestemte seg for å kutte all handel med muslimene. De kunne ikke selge eller kjøpe noe. Muslimene fikk ikke tilgang til mat og drikke og det ble mye sult.

Etter 3 år valgte 5 av lederne å stå imot denne behandlingen av muslimene.

Profeten var ikke redd for behandlingen han fikk eller av forfølgelsene, så lenge han kunne møte folk og fortelle om islam. Dette ble vanskelig i Mekka. Det ble vanskelig for profeten å gå ut i gater fordi det ble kastet sand og støv på han hver gang han gikk ut. Det var ingen som ville høre på profeten.

Det ble veldig vanskelig for muslimene å leve i Mekka. I åpenbaringer som profeten fikk, ble han etter hvert fortalt om muligheten til å flytte fra Mekka til et sted med brønner og daddeltrær.

På den tiden var det flere folk fra Medina som hadde akseptert islam, og under pilegrimsreisen kommet til Mekka for å møte profeten Muhammad (sa). Profeten tenkte at stedet han kunne flytte til kunne være Medina og valgte å flykte til Medina.

Skrevet av Adila Soboh Ahmed

Nasirats hjørne

Profeten Muhammad (sa)

Profeten Muhammad (sa) var veldig glad i familien sin. Faren hadde gått bort før Profeten (sa) sin fødsel. Moren hans døde da Profeten var seks år gammel. Derfor måtte bestefaren hans passe på ham. Bestefaren til profeten gikk bort når Profeten (sa) var åtte år gammel. Da måtte Profeten (sa) flytte til sin onkel og tante. En dag hendte det at de skulle spise. Profeten Muhammad (sa) satt og ventet, mens barna til tanken og onkelen maste om hva de ville ha. Tanten spurte hvorfor han ikke maste slik som barna hennes. Profeten svarte at det er fint å vente og la andre gå først.

Skrevet av Iman, Nordre Follo

Hvorfor måtte profeten flykte fra Mekka til Medina?

Når profeten Muhammad kom med læren om islam til folket i Mekka var det få som trodde på ham. De lo av ham, og trodde han var blitt gal. Men etter hvert når islam begynte å vokse tenkte lederne i Mekka at de måtte stoppe islam, fordi den truet den gamle troen til mekkanerne som trodde på flere guder.

For å stoppe islam begynte de å plage muslimene på grusomme måter. De slaktet kvinner og menn. De slepte folk over brennende sand og stein for at de skulle slutte å følge islams lære.

Når forfølgelsene økte, samlet profeten muslimene og fortalte at de kunne flytte fra Mekka til et sted hvor det var en snill konge. Hvor

Sjokoladekake i kopp

(Sbikah shahid choudhry)

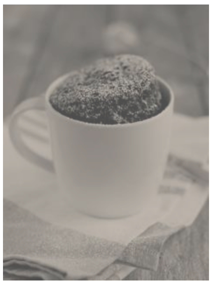

3 ss hvetemel

2 ss sukker

2 ss kakaopulver

¼ ts bakepulver

1 klype salt

3 ss melk

½ ts vanilje ekstrakt,

eller vaniljepulver

2 ss olje

2 sjokoladebiter, (eller 1 ss nutella)

1. Bland alle tørre ingrediensene (hvetemel, sukker, kakaopulver, bakepulver, salt og evt. vailjepulver) i en kopp, og rør godt.
2. Hell inn melk, vanilje ekstrakt, og olje, og bland godt.
3. Deretter setter man koppen med røren i mikrobølgeovnen, for 1 minutt på 1200 W, eller 1,5 – 2 minutter på 800 W.

PS. Kaken smaker ekstra godt med jordbær med melis eller is, og sjokoladesaus på toppen :)

Metoder for å finne glede i bønnen

Hvordan kan vi finne glede i bønnen? Hudoor (aba) sa at du må forstå bønnen. Reflekter mens du leser. Fokuser godt på de arabiske ordene, og be på ditt eget språk i *sajda*-posisjonen. Det samme gjelder i *ruku*-posisjonen, og tenk på det spesielle ønsket ditt, slik som alle har et hjertelig ønske. En student vil være mest opptatt av å bestå, og være bekymret for det. De vil bøye seg for Allah, be for at de består, og begynne å kjenne på den gleden. Når ønsket om å skape et kjærlighetsforhold til Gud oppstår, finner en den samme gleden i å gråte og skrike, som etter hvert blir til en vane. Den utlovede Messias (as) har sagt at hvis du ikke klarer å komme i en slik tilstand under bønnen, bør du tvinge deg selv til å lage et gråtende ansiktsuttrykk, da slike uttrykk noen ganger får en til å faktisk gråte. Og en vokser gradvis i dette henseendet. Be, fordi bønnens glede er i bønn som innebærer refleksjon og smerte. Bønnen bør være fra hjertet, og når den er fra hjertet begynner en å kjenne på gleden også.

Waqifat-e-nau Germany med Hudoor (aba)

8.Juni 2014

Oversettelse av Rubina Khalil

<u>Takk Allah i enhver tilstand</u>

Det finnes en bønn for når en ser seg selv i speilet, som går ut på at Gud skal gjøre ens moral like vakkert som ansiktet. Hudoor (aba) ble stilt et spørsmål angående de som ikke anser seg selv som vakre. Til dette svarte han: «Vær takknemlig for slik Allah har skapt deg, og for at Han ikke har skapt deg verre». En gang stod en stygg og mislikt mann på et marked, som selv også var bevisst over sin manglende skjønnhet. Den ærverdige profeten (sa) gikk bak denne mannen, og plasserte sine hender over hans øyne. I det mannen prøvde å kjempe seg unna, sa Profeten (sa): «Dette er min spesielle mann, hvem ønsker å kjøpe han? Til dette svarte mannen: «Hvem kan ønske å kjøpe din stygge og ubrukelige mann?» Den ærverdige profeten (sa) svarte; «nei, jeg er veldig glad i deg». Dermed bør en som ikke er fornøyd med sitt utseendet likevel takke Gud, fordi det kunne ha vært enda verre. Det Allah har velsignet deg med er best. En bør være takknemlig. Allah vil velsigne deg med mer hvis du er takknemlig.

ærverdige profeten (sa), for å vokte. De tok all eiendommen til denne karavanen og tvang dem til å flykte. Abul Aas (ra) dro til Medina for å få tilbake eiendommene sine. Når han kom frem til Medina var det allerede blitt natt. Han ba Hadrat Zainab om beskyttelse, noe han fikk.

Etter anbefaling fra Hadrat Zainab (ra), returnerte Den ærverdige profeten (sa) deres eiendom. Hadrat Abul Aas dro tilbake til Mekka og overførte eiendommene deres til Quraish folket. Etter det dro han tilbake til Medina og aksepterte islam. Avstanden mellom Abul Aas (ra) og Hadrat Zainab (ra) oppsto på grunn av Abul Aas (ra) sin tilslutning til egen tro og at Hadrat Zainab aksepterte islam. Denne barrieren ble fjernet da Abul Aas (ra) ble muslim.

Blant etterkommerne til Hadrat Zainab nevnes to eller tre barn som gikk bort i ung alder. En av døtrene, Hadrat Amama (ra), giftet seg med Hadrat Ali (ra) etter Hadrat Fatimas (ra) bortgang. Etter dette giftet Hadrat Ali seg med Hadrat Mughira (ra), ifølge testamentet.

Hadrat Zainab døde i år 8 e.H. Hadrat Zainab (må Allah være tilfreds med henne) holdt ut vanskeligheter for islams skyld til siste øyeblikk.

Ved dødstidspunktet ble det vekket samme grad av sorg, som da Hadrat Zainab (ra) falt ned fra kamelen da hun var gravid og mistet sitt svangerskap. På grunn av dette ble hun ansett som en martyr.

Da Hadrat Zainab gikk bort, steg profeten (sa) ned på graven hennes. På den tiden var profeten (sa) veldig trist. Da han kom ut av graven, var sorgens byrde lettere. Han sa: "Jeg har bedt til Allah angående Zainabs svakhet, for å lette smerten og sorgen i graven hennes. Allah har akseptert min bønn og har gjort det lett for henne." Begravelsen fant sted i Janat al-Baqi.

(Fra boken Ahl-e-Bayt Rasool Sahafa 1 til 2)

vedkommende være målet for disse pilene. Da folket vendte seg til side av frykt, kom Abu Sufyan med høvdingene i Quraish og sa: "Stopp pilen. Vi vil snakke." Abu Sufyan sa: "Du kjenner situasjonen når det gjelder Muhammads emigrasjon." Hvis du åpent tar jenta deres ut av vår besittelse, vil folk fortelle oss at dette er vår svakhet. Det ville være bedre å reise tilbake til Mekka med oss nå og så gå stille ut på et annet tidspunkt om natten. Hadrat Zainab dro tilbake til Mekka. Banu Hashim og Banu Umaya hadde en krangel om denne hendelsen. Folk fra Banu Umaya sa: "Vi er nærmest i relasjon med dem, derfor burde Hadrat Zainab bli hos oss i Mekka. Så hun ble i huset til mannen sin til slaget ved Badr fant sted."

Etter slaget ved Badr, da folket i Mekka sendte løsepenger for løslatelsen av fangene sine, sendte Hadrat Zainab (ra) halskjedet sitt til Hadrat Khadijah som løsepenger for løslatelsen av Abu Al-Aas. Dette halskjedet var en bryllupsgave til Hadrat Zainab fra Hadrat Khadija. Profeten (må Allahs velsignelser og fred være med ham) ble veldig trist over å se halskjedet. Den ærverdige profeten (sa) ba sine følgesvenner om å gi tilbake løsesummen (halskjedet) i retur for Abul Aas (ra). Følgesvennene gjordet det de ble bedt om av Den ærverdige profeten (sa). Abul Aas (ra) lovet Den hellige Profeten å sende Hadrat Zainab (ra) til Medina.

Da Abul –Aas (ra) kom tilbake til Mekka en måned etter slaget ved Badr, pleide Abu Sufyans kone Hind under disse omstendighetene å håne Hadrat Zainab (ra) for at alle disse problemene skyldtes hennes far. Da profeten fikk vite om Zainabs dårlige tilstand, (må Allahs velsignelser og fred være med ham) sa han til Zayd ibn Harithah: Kan du bringe Zainab til meg? Han dro lykkelig til Mekka. Når Hadrat Zayd (ra) kom fram til Hadrat Zainab (ra) ga han budskapet fra Den ærverdige profeten (sa) til henne, dro Hadrat Abul Aas (ra) sammen med Hadrat Zainab til Den ærverdige profeten (sa). På vei til Medina stoppet de opp på et sted som het Yajajj, hvor Hadrat Abul Aas (ra) fulgte Hadrat Zainab over til Hadrat Zaid Bin Harsa som skulle ta henne med til Medina. Hadrat Abul Aas (ra) dro selv tilbake til Mekka.

Da Abu al-'Aas kom tilbake fra Syria i år 9 e.H. med handelskaravaner, ble det en sammenstøt mellom hans karavane og en gruppe muslimer som var sendt av Den

Hadrat Zainab (ra)

(Oversettelse av Rumana Noor Qadir)

Hadrat Zainab (ra) var den eldste av døtrene til Hadrat Muhammad (sa), som ble født i Mekka ti år før åpenbaringen til profeten (sa), mens Den ærverdige profeten (sa) var tretti år gammel.

Da profeten (sa) ble gitt profetskap, ble Hadrat Zainab sammen med sin mor, Hadrat Khadija (må Allah være tilfreds med henne) og sine søstre, velsignet med bekreftelsen og akseptet av Den ærverdige profeten (sa). Etter forslag fra Hadrat Khadija (ra), ble Hadrat Zainab (ra) gift i en alder av rundt ti år med sin fetter Abul Aas bin Rabi 'som var sønnen til søsteren til Hadrat Khadija (ra), Hala.

Profeten (sa) hevdet å være en profet. Quraish sine motstandere ga trusler og mobbet muslimene og dette førte til skilsmisse for begge døtrene til Den ærverdige profeten (sa) som var, Hadrat Umme Kolsoom (ra) og Hadrat Ruqaaya (ra). Disse skilsmissene skjedde etter vielsene men før bryllupet. Men Abul-Aas (ra) ga ikke opp sin lojalitet ved å vise mot og tapperhet. Han nektet å skilles fra Hadrat Zainab, som var datteren til Den ærverdige profeten (sa). Quraish lokket Abul -'Aas (ra) til, at hvis han forlot datteren til profeten Muhammad (sa), ville de gifte ham med hvilken som helst jente. Men til tross for dette nektet den godhjertede, modige og lojale Abul Aas (ra) å skilles fra Hadrat Zainab (ra).

Den ærverdige profeten (sa) sa om Hadrat Zainab (ra) at hun er den beste av døtrene mine, fordi hun har lidd på grunn av meg**.** Hadrat Aisha (ra) beretter at etter at profeten Muhammad (Allahs velsignelser og fred være med ham) migrerte til Medina, dro Hadrat Zainab sammen med Kanana, den yngre broren til Abul Aas (ra), på en reise. Motstanderne fikk vite om denne reisen og begynte å forfølge dem. Habbar bin Aswat kom nær Hadrat Zainab og da skjøt han en pil mot henne og traff henne. Dette førte til at hun falt ned fra kamelen og svangerskapet hennes gikk tapt og hun begynte å blø**.** Kanana trakk en pil fra Hadrat Zainab og sa at hvis noen kom i nærheten, ville

Eksempler på mager fisk er torsk, sei og hyse, mens piggvar, uer og steinbit er halvfeite fisketyper. Man bør alltid være forsiktig med hva slags fisketyper man spiser, og hvor mye fisk man spiser.

For mye fisk er heller ikke bra siden det kan bli alt for mye vitaminer og næringsstoffer som går over en grense som da blir usunt.

Til slutt er det viktig å huske at når været blir kaldere, da er det viktig å få i seg nok næringsstoffer og det kan man kun få best via fisk eller tran. Vitaminer er viktig å huske på når det er vinter og det er lite sol. Hold dere friske og sunne ved hjelp av fisk og tran.

Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (Den Lovede Messias og Mahdi Sier:-

Det eraltså trefaktorer som ligger til grunn for mennekets trefoldige natur: nemlig den ulydige sjel, den selvanklagende sjel og sjelen som har funnet fred. Av dette følger at der også er tre standier i sjelens utvikling eller reformasjon.På det første stadium har vi å gjøre med barbarer,og det er vår plikt å høyne deres nivå ved å lære dem kultiverte menneskers sosiale lover.Første skritt er da å lære dem at de ikke skal vandre omkring uten klær på kroppen, spise kadaver eller drive med andre barbariske handlinger. Dette er det første og laveste trinn i reformasjon eller forbedringen av mennesket.Dette er denmetoden som vil måtte anvendes dersom man skal lære fullstendig ukultiverte og uvitende mennesker de grunnleggende moralske regler.

Når så denne personen har lært seg de elementærer,menneskelige adferdsregler, er han klar for neste trinn i utviklingen.Han skal nå lære de høyere moralske egen skaper og hvordan han skal gjøre bruk av sine egenskaper til rett tid og sted.

Når så moralen er fullendt, er han forberedt til tredje og siste stadium i utviklingen:Etter at denne ytre fullkomennhet er oppnådd, får han smake enheten med Gud og Hans grenseløse kjærlihet. – Ved disse tre stadier har den Hellige Koran vist veien for alle som søke Gud.

(Islamske Grunntanker: side .22)

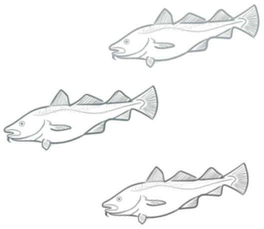

Helseavdeling

Informasjon om fisk

Rumana Noor Qadir

Nå som det blir vinter og været blir kaldere er det veldig viktig å holde seg varm og frisk. Fisk er veldig viktig og hjelper en god del med dette. Det finnes totalt 30 000 arter. Fisk inneholder veldig viktige fettstoffer. Fisk og sjømat er også en god kilde for næringsstoffer som protein, vitamin D, vitamin B12, jod og selen.

Et veldig viktig ting ved fisk er tran. Tran er en olje som utvinnes av fiskelever og er veldig rik på vitamin A, vitamin D og umettede fettsyrer. Tran har også en høy konsentrasjon av Omega-3 fettsyrer som er veldig gunstig for hjerte og blodets kretsløp, ledd og huden. Tran er veldig gunstig å drikke når det er vinter. Tran kan man både drikke og ta via kapsler. Fisk er også generelt veldig bra å spise, for fisk inneholder mye mer enn Omega-3 fettsyrer og jod. Populære fiskeslag som er rike på næringsstoffer er laks og ørret.

Fisk er også viktig for fosteret og fosterets utvikling når en kvinne er gravid. Fisk eller Omega-3 hos gravide eller ammende kvinner er viktig for fosteret eller barnets utvikling av hjernen og for synet. Inntak av Omega 3-fettsyrer i svangerskapet kan redusere risikoen for tidlig fødsel og for lav fødselsvekt, ifølge NHI.no. Kilden nevner også at gravide kvinner ikke bør spise rakfisk. Sushi av fersk fisk kan spises, men unngå selkjøtt, blåkveite over 3 kilo, stor ferskvannsfisk, hai, sverdfisk, skate, fersk tunfisk, fiskelever og produkter som inneholder fiskelever.

Den feteste fisken inneholder størst mengder av vitamin D og omega-3-fettsyrer. De magreste fisketypene inneholder dobbelt så mye jod som fet fisk. Fet fisk forebygger beinskjørhet. Eksempler på fete fisker er laks, ørret, makrell, kveite, sild og brisling.

ha en høy stilling? Jeg har hele tiden prøvd å få til velferd for alle, samt å instruere andre til å gjøre det samme, å strebe etter det felles gode utover egne interesser. Det er en profeti fra orakelet i Delfi om meg. Den er at jeg skal lære om visdom og forståelse. Kanskje noen av dere kan spørre om jeg kunne tiet? Eller at jeg kunne migrert til et annet område? Der jeg ikke hadde støtt på noen aggresjon?

Det er svært vanskelig for meg å forklare svarene til dere. Om jeg sier at dette er umulig for meg fordi det er ulydighet mot Gud, hadde dere ikke trodd at jeg er seriøs. Og om jeg sier at det beste arbeidet i livet er å innprente og fremme godhet og følge det, det som jeg hele tiden har gjort, hadde dere fremdeles ikke trodd på meg.

Den fjerde kalif (rh) sa:

- Ifølge meg er Sokrates en profet, og jeg kaller han Hadrat Sokrates [as], fordi når man ser på hans opplyste lære er konklusjonen at han var en (profet). Han sa at med mindre du vet formålet med fødselen din, vet du ingenting.

Han (den fjerde kalif) sier også at noen av Hadrat Masih-e-Maud [as] sine skrifter جیسا
‘‘ کہ ’’ غربت اور مسکینی اپنے اندر پیدا کرو

---------- også støtter Sokrates’ syn. Han ønsket å innpode folk mystikken om å kjenne til sin Skaper. Videre sier den fjerde kalif:

- På grunn av dette har jeg ingen tvil om at Sokrates sannelig var en profet.

Kilder:

The Tahir archive: On Socrates

Britannica: https://www.britannica.com/

Pinterest: https://no.pinterest.com/

fulgte han eller ble hans studenter. Til disse unge sa han at de skulle skape egen meditasjon og tanke. Du kan ikke oppnå ekte kunnskap før du gjør deg selv ydmyk. Gjør deg selv uvitende, for å så bli kunnskapsrik.

Mange av de unge ble inspirert av Sokrates og begynte å stille spørsmål angående tilbedelsen av statuene og reglene til styret. Sokrates hevdet at han hadde en indre veiledende stemme som fortalte ham visse ting. Når den sier noe, blir han stille og setter all sitt fokus mot den. Han ble latterliggjort på grunn av sine uttalelser og det ble laget sketsjer av det. I år 415 fvt ble det funnet flere deler av en statue av Hermes. Dette førte til religiøst opprør, og Sokrates' studenter ble beskyldt. Spesielt Albiades (en av hans studenter) som ble gjort til hovedfokuset. Etter dette, i år 404 fvt gjorde noen folk opprør på styret i Hellas. Tankene og kunnskapen til Sokrates ble tenkt på som ansvarlig i denne situasjonen. En stund etter dette, tapte Athen et slag mot Sparta, og Sokrates ble igjen sett på som ansvarlig for dette og han ble stilt for retten og dødsdømt. Han skulle drepes med gift, rettere sagt å drikke det.

Etter Sokrates' død ble det skrevet om saksgangen i rettsaken mot han av øyevitner. Av disse er det to skrifter som fortsatt finnes, og de ble skrevet av Platon og Xenophon. Disse to skrev om den berømte rettsaken og hvordan Sokrates forsvarte seg selv alene. Ifølge dem, var Sokrates helt rolig under hele prosedyren. I sitt forsvar snakket han kun sant, og da han ble dømt stilte han sine gråtende følger og studenter et spørsmål. Dette spørsmålet var hvorfor de gråt. Svaret han fikk var at han var uskyldig. Han stilte atter et spørsmål, som var om dette var bedre eller at jeg blir drept som en synder? Sokrates ble dømt for å villede ungdommen, å nekte de greske gudene, og for å tro på en selvdyrket gud. I tillegg til dette ble han dømt for å jobbe imot bystaten sin. I sitt forsvar sa han:

- Å innbyggere av Athen! Jeg har ingen vonde følelser om beslutningen dere har tatt mot meg. Og det er grunner for det. Dette forventet jeg. Jeg er kun overrasket over at forskjellen mellom de imot meg og de som støtter meg ikke er så stor. Jeg har bare rådet folket om å gå den rette vei, og at de skal benytte seg av sunn fornuft. Hvordan skal dere dømme en som ikke har kastet bort et eneste øyeblikk av livet? En som ikke har fryktet noe, som å tjene penger eller

Sokrates (469 – 399 fvt)

Oversatt av Asmat Sadaf

Majlis Ullensaker

Han satt i et fengsel i sin hjemby Athen og så på begeret med gift han skulle drikke og tenkte kanskje at seieren var hans til slutt.

En gang fortalte han studentene sine at om din motstander tyr til fordervet språkbruk i stedet for et klokt svar, kan du tenke deg at du har vunnet og at han har tapt.? Han hadde en god del motstandere som var såpass redd han at de ikke hadde noen annen løsning enn gift for å lukke munnen hans.

Hans navn var Sokrates og han var en innbygger av antikkens Hellas. Sokrates var sønnen til en steinhogger og ble født i 469 fvt. Under denne tiden var det etablert flere bystater (i Hellas), og styremåten til Athen var demokrati. Athen var dessuten en rik bystat. Folk trodde på ulike guder som de mente hjalp dem under kriger og sørget for at økonomien deres var velstående, og det hadde blitt installert flere statuer av dem (gudene). Folket hadde ytringsfrihet og forsøkte å overbevise hverandre gjennom diskusjoner og taler, men det var pålagt å følge bystatens regler.

Under sin ungdom ble Sokrates en hoplitt (tungt bevæpnet fotsoldat i den greske hæren) men var imot krig. Han tenkte at krig ikke var nødvendig for å erobre andre steder. Han var veldig i opposisjon til å krige mot Sparta, en motstander av Athen. Herskerne og krigerne av Athen tenkte annerledes, i og med at de var stolte av å krige. Sokrates var også imot tilbedelse av statuer og mente dette var ulogisk. Han lagde en metode for å overbevise det vanlige folket gjennom spørsmål. Den gikk ut på at Sokrates holdt seg til å kun stille spørsmål fremfor å gi svar, som utviklet seg til deltakerne i en samtale fikk hver sin oppgave (Sokrates spurte, den andre svarte). Han ville dermed bevise den svarende personen om svarene deres var kloke eller ikke, og om levemåtene deres var bra eller ikke. Dette gjorde han i cirka 50 år og prøvde å gjøre en forskjell på folket i gatene til Athen. Mange unge ble inspirert av han og

Noen råd ved bruk av sosiale medier

- Anta at alle innlegg og kommentarer er offentlig tilgjengelige, selv ved bruk av privat konto. Det er alltid mulighet for at kommentarene deles bredere enn tiltenkt.
- Bruk sunn fornuft, og husk at du er ansvarlig for informasjon du deler på sosiale medier.
- Det er langt viktigere å være nøyaktig enn å være den første som legger ut informasjon på nett.
- Husk at du først og fremst er en ambassadør for islam og AMJ når du bruker sosiale medier. Hvis du identifiserer deg selv (direkte eller indirekte) som medlem av AMJ kan ord og handlinger potensielt påvirke hvordan AMJ og dets medlemmer oppfattes.
- Som en ambassadør får du muligheten til å skape et positivt inntrykk. Unngå fiendtlige fornærmelser mot andre.
- Respekter personvern og konfidensialitet i forhold til enkeltpersoner og AMJ.
- Respekter publikum. Ikke bruk personlige fornærmelser, etniske utsagn, være respektløs eller engasjere seg i oppførsel som ville være uakseptabel for en ahmadi muslim.
- Nettmobbing og trakassering er uakseptabelt.
- Lajna-medlemmer må være oppmerksom på purdah ved bruk av sosiale medier. Personlige bilder skal ikke legges ut eller lastes opp for deling med andre.

Den utlovede Messias (as) etterlot seg en arv for sine tilhengere å følge. Gjennom hele livet strebet Den utlovede Messias (as) etter å gjenspeile islams sanne og edle lære gjennom sine handlinger, og levde som et ledende lys. Derfor bør vi utnytte sosiale medier og nye oppfinnelser bedre og strebe etter å realisere alt han viet sitt liv til.

som sprer budskapet til Den utlovede Messias (as) slik at vi kan betraktes som en del av denne gruppen. Vi kan være blant de som Allah vitnet om."

Hudoor (må Allah være hans hjelper) sier videre:
"Jeg hadde sagt det samme på et MTA-arrangement tidligere, at i dag jobber hver MTA-medarbeider, uansett hvor i verden han/hun jobber, for å forkynne budskapet til Den utlovede Messias (as) til verdens hjørner. Gud vil få dette til å skje. Han åpenbarte for Den utlovede Messias (as): "Jeg skal spre ditt budskap til verdens hjørner". Til dette formålet ga han disse ressursene for å spre budskapet til verdens hjørner. Gud har bestemt at det skal være slik, og alle oppfinnelsene vitner om det." (Hadrat Mirza Masroor Ahmad, Social Media, s. 91)

Rask fremgang i moderne kommunikasjons- og medieindustri har lagt større ansvar på ahmadi-muslimer. Ved en anledning forklarer Hudoor (atba) følgende:

"I denne tidsepoken har Allah, den allmektige, muliggjort det for vår Jama'at å dra nytte av moderne kommunikasjonsformer og medier. Dette er et godt middel for å spre islams budskap. For eksempel gjennom MTA når budskapet ut til alle verdenshjørner. Dette øker imidlertid også vårt ansvar fordi de som hører vårt budskap vil også se om vi praktiserer det vi forkynner ... Søk heller å være i forkant med å formidle sannheten i Ahmadiyyat, ikke bare med ordene dine, men med din oppførsel og handlinger. Vær lyskildene som lyser islams sannhet." (National Ijtema Lajna Ima'illah UK, 2016)

For Ahmadiyya Muslim Jama'at (AMJ) og underorganisasjonene spiller sosiale medier en viktig rolle i forkynnelsesarbeidet. Sosiale medier har åpnet opp for nye og bedre måter for å markedsføre jama'ats nye kampanjer. Nettsteder som Facebook og Twitter har vært nyttige i markedsføring av kampanjer som "Muslimer for fred", "Muslimer for Livet" og "Kaffe, kake og sanne islam". AMJ Norge har offisielle kontoer på Twitter, Instagram og Facebook. Lajna Ima'illah Norge har egen Twitter-konto. Disse brukes til å promotere kampanjer og arrangementer i regi av Jama'at her i Norge.

med vitenskap. Det var hans oppfatning at islam og vitenskap gjenspeilet hverandre. Da Den utlovede Messias (as) hørte fonogram for første gang, skrev han i et av sine dikt: “Denne stemmen kommer fra fonogramen; Søk Gud i hjertet; Ikke gjennom skryt og arroganse.”

I dette verset ga han oss gode råd om at det ville komme nye oppfinnelser til støtte for islam, men deres rettmessige bruk er å søke Gud og ikke for å få ting – viktigst av alt, “ikke gjennom skryt og arroganse”. Dette rådet gjelder også for dagens sosiale medier.

Det trengs ikke en utdyping på hvor langt sosiale medier har nådd i moderne tid. Verden har i dag informasjon ved sine fingertupper. Imidlertid skryter folk gjennom sosiale medier, enten det er på Instagram, WhatsApp, Facebook, Twitter, YouTube eller andre plattformer. Å dele kunnskap og holde kontakt med familie og venner er noe nyttig, men er bare en del av hvordan sosiale medier er brukt. Mange prøver å få flere treff eller å bli lagt merke til gjennom sine profiler på sosiale medier. Folk risikerer livet for å gjøre noe unikt for å få oppmerksomhet på sosiale medier, og flere har mistet livet i forsøk på å fange den unike opplevelsen. Svært få ønsker å holde livet privat.

Hadrat Khalifatul Masih V (må Allah være hans hjelper) har gjentatte ganger gjort oss oppmerksom på å bruke innovasjon i kommunikasjon for å styrke vårt forhold til religion, slik at vi kan dra nytte av de åndelige skattene. Disse verdslige ressursene bringer flere til den rette veien som fører til islam.

Hudoor (må Allah være hans hjelper) råder oss til å bruke internett og nye oppfinnelser på riktig måte:

“I disse dager blir bøkene til Den utlovede Messias (as), Den hellige Koranen og annen islamsk litteratur publisert på nye måter gjennom internett og TV. Medienes hastighet i dag kunne ikke vært tenkt for noen tiår siden. Benytt derfor disse mulighetene som ble gitt oss av Allah, den opphøyde, til forkynnelse og forsvar av islam. Det er en velsignelse av Allah, den opphøyde, at Han har gitt disse nye oppfinnelsene i denne tiden. Ved å gjøre disse tilgjengelige har forkynnelsesarbeidet blitt gjort lettere. Vi bør prøve å bruke disse på riktig måte i stedet for å kaste bort tid på useriøsitet. Vi bør gjøre bruk av gruppen

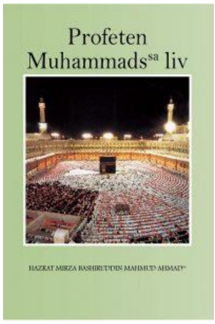

Fordeler ved sosiale medier

skrevet av Salmana Batul Ahmad

Mennesker har fra tidlige tider oppfunnet og utviklet ulike verktøy og teknologiske innovasjoner. I den nåværende tiden drar vi nytte av den raske fremgangen med nyeste teknologi og kommunikasjonssystemer, som gir mange fordeler på globalt nivå. Blant disse er sosiale medier. Disse gir mulighet for umiddelbar kommunikasjon og tilrettelegger for menings- og kunnskapsdeling.

Vi vet gjennom erfaring at det med ny innovasjon er både muligheter og utfordringer. Sosiale medier er ingen unntak. I den stadig skiftende høyteknologiske verden har sosiale medier spilt en svært viktig rolle i dagliglivet. På ene siden er plattformen for sosiale medier billige og nyttige midler for kommunikasjon med mennesker over hele kloden, på en hurtig måte. Den har endret jobbmuligheter, og har vært avgjørende for bedrifter som markedsfører varer. Nettsteder som Facebook, Twitter og Instagram er nyttige for studenter som kan få raske meldinger fra skolene om arrangementer og saker knyttet til deres utdanning.

Imidlertid er en bitter virkelighet også synlig, ved at den uansvarlige bruken av sosiale medier har ført til moralske svakheter på individ og samfunnsnivå. I dokumentarfilmen "The Social Dilemma" produsert av Netflix legger ekspertene frem at en bruker av sosiale medier manipuleres til å handle på en bestemt måte. De sier videre at sosiale medier bruker psykologisk hacking til å engasjere brukeren. Noen av ekspertene sier at løsningen er å deaktivere sosiale medier fullstendig.

Hvis ikke å deaktivere det fullstendig, bør sosiale medier i så fall omgås med forsiktighet og selvkontroll. Islam lærer at den gyldne middelvei bør adopteres i alle aspekter ved livet. En ubalansert tilnærming til alt gir uten tvil negative effekter. Det samme gjelder tilfellet med sosiale medier - å ta det gode og forlate den onde, og ikke bli avhengig. I hovedsak bør sosiale medier brukes ved behov.

Den utlovede Messias (as) var en mann som var veldig interessert i nye oppfinnelser, ettersom han alltid var fascinert av folks behov og hva verdenssamfunnet var interessert i. På sin egen måte forsto han vers fra Den hellige Koranen i sammenheng

Brevet til kongen av Abessinia ble brakt av Amr bin Umayya Damri (ra).

Kongen av Abessinia viste han svært stor respekt og aktelse for det. Han holdt det opp foran øynene, gikk ned fra tronen og ba om et elfenbenskrin for det. Så la han brevet i skrinet, og sa: «Så lenge dette brevet er trygt, så er mitt rike trygt.» Hans ord viste seg sanne. I ett tusen år var muslimske hærer ute og erobret. De ferdet alle retninger, og passerte alle kanter av Abessinia. Men de rørte ikke dette lille kongedømmet til Negus. Dette var aktelse for Negus' to minneverdige handlinger: Beskyttelsen han ga til flyktningene av det tidlige islam. Romerriket ble plukket fra hverandre. Khosrau tapte sitt rike. Kongedømmene i Kina og India forsvant. Men Negus forble ukrenket fordi dets hersker tok imot og beskyttet de første muslimske flyktningene og viste respekt og ærbødighet for profetens (sa) brev. Bahrains leder aksepterte islam.

Sannheten er at det eneste profeten (sa) ville oppnå med disse brevene var forsoning og fred. Hans formål under islams fremtog var kun å gjøre folkene kjent med sannheten om Gud. Måtte Allah gjøre hans mål til realitet for hele verden, Amen.

Etter å ha hørt disse ordene ble keiserens folk veldig bekymret over at keiseren anerkjente et annet lands leder på denne måten. De sendte derfor araberne vekk derfra.

Denne invitasjonen var en invitasjon til å tro på at Gud er en og at Muhammad (sa) er hans budbringer. Brevet sier at hvis Herakleios blir muslim, vil han bli belønnet to ganger fordi islam lærer oss å tro både på Jesus (as) og Muhammad (sa).

Da brevet ble presentert til keiseren sa hans følgesvenner at brevet skulle bli revet i stykker og kastet vekk. De mente at dette brevet var en fornærmelse for keiseren. Det beskrev ikke keiseren som keiser, men bare som Sahibul Rum, som betyr romerrikets leder. Men keiseren sa at brevet ikke skulle bli behandlet sånn. Han sa at det ikke var galt av Muhammad (sa) å henvende seg til ham som «Romerrikets leder». Tross alt var Gud Herren over alt. En keiser var bare en leder.

Da profeten (sa) ble fortalt hvordan hans brev hadde blitt mottatt av Herakleios, ble han fornøyd og glad. Han sa at på grunn av mottakelsen som den romerske keiseren hadde gitt hans brev, ville hans rike bli reddet. Keiserens etterkommere ville fortsette å herske over riket i lang tid. Det er faktisk det som skjedde. I krigene som fant sted senere mistet Romerriket besittelsen over store områder i samsvar med en annen profeti av islams profet (sa). Men i seks hundre år etter dette, forble Herakleios dynasti etablert i Konstantinopel. Profetens (sa) brev forble bevart i statsarkivene i lang tid.

Brevet til kongen av Iran:

Abdullah bin Hudhafa (ra) tok med dette brevet. Abdullah bin Hudhafa (ra) sier at da han nådde hoffet til Khosrau, søkte han om adgang til kongelig audiens. Han overrakte brevet til keiseren, og keiseren beordret en tolk til å lese det og forklare innholdet. Khosrau ble rasende over innholdet han hadde lyttet til. Han tok tilbake brevet og rev det i stykker. Abdullah bin Hudhafa (ra) rapporterte hendelsen til profeten (sa). Da profeten (sa) hadde hørt rapportene sa han: «Det Khosrau gjorde med vårt brev, det samme vil Gud gjøre med hans rike, det vil si å rive det i stykker.» Og dette skjedde. Han ble også drept av sin egen sønn.

Før i tiden var regelen slik for Kongens hoff at de kun åpnet brev som bar seglet til avsenderen; det er slik som i dag når vi sender brev til Kongen så kan vi ikke sende hva som helst i hvilken som helst stil. Det finnes en metode, en stil, som må følges, for å respektere den statusen kongen har. Dette seglet er en del av den respekten som gis til kongene. Følgesvennene til Profeten (sa) gjorde han kjent med denne tradisjonen. For å følge denne regelen fikk Profeten (sa) lagd et segl hvor det sto «Muhammad Rasulullah». For å gi den høyeste respekten til Allahs navn sto det Allah øverst, deretter Rasul og så til slutt Muhammad. Dette seglet var forseglingen til brevene som ble sendt.

Det var i Muharram måneden i år 628 at Profeten (sa) valgte ut diverse budbringere som leverte brevene på hans vegne til de ulike lederne. Disse utsendingene gikk til Herakleios, den romerske keiseren, de iranske kongene, Egypt (kongen av Egypt var keiserens vasall) og Abessinia. De reiste også til andre konger og herskere.

Dihya Kalbi (ra) hadde brevet som skulle til keiser Herakleios. Da han kom med brevet til keiseren ble han bedt om å underkaste seg ham, men han gjorde det ikke. Han sa at vi muslimer bøyer oss ikke for noen mennesker og satte seg ved siden av keiseren uten å ha bukket til han først. Keiseren ba om å få høre brevet, og fikk den lest opp av en tolk. Etter å ha hørt brevet spurte han om det var noen arabere i byen som kunne fortelle han mer om denne arabiske profeten som inviterte ham til sin tro. Tilfeldigvis var Abu Sufiyan (ra) i området med en handelskaravane. Hoffets tjenestemenn tok med Abu Sufyan (ra) til keiseren. Han ble stilt foran de andre araberne som fikk beskjed om å korrigere han hvis han sa noe feil. Herakleios spurte ut Abu Sufyan (Ra) om hva slags menneske profeten (sa) var, om noen av hans følgesvenner har anklaget ham for løgn, om hans familie og venner, og om hans daglige situasjon generelt. Han fikk et veldig godt inntrykk av profeten (sa). Han sa: «Dette er dydige menneskers handlemåte. Derfor virker det for meg at hans krav på å være en profet er sant. Jeg var halvveis sikker på at hans tilsynekomst ville være i vår tid, men jeg visste ikke at han skulle være en araber. Hvis det du har fortalt meg er sant, så tror jeg at hans innflytelse og hans herredømme unektelig vil spre seg over disse landområdene. (Bukhari)

PROFETEN MUHAMMAD (SA) SINE BREV TIL KONGER

Annum Saher Islam

Vi skal i det følgende ta opp temaet om profeten Muhammad (sa) sine brev som han sendte til ulike konger med invitasjon om å akseptere islam. Disse brevene er omstridt. Ikke-muslimer kritiserte ofte disse brevene og mente at profeten Muhammad (sa) ikke burde ha sendt dem. Vi skal nå se nærmere på innholdet i disse brevene for å stadfeste at de faktisk ikke var så omstridte som folk skal ha det til.

La oss først se på den historiske bakgrunnen for brevene:

Som noen av dere allerede vet, så ble det inngått en traktat mellom profeten Muhammad (sa) som representant for Medina og Quraish klanen fra Mekka i ca. 628. Traktatens formål var å løse opp i anspentheten mellom de to folkestammene. Dere har garantert lest det flere ganger at Profeten Muhammad (sa) var fra starten av en forkjemper for fred og samhold, og selv i krigstilstander var hans formål å holde ting så fredfulle som mulig. Hudabiya traktaten er en del av det arbeidet han gjorde for å promotere samhold. I traktaten, sa begge lederne seg enige om at de nå skulle legge fra seg sine våpen for ti år, de skulle ikke gå til noe form for bakholdsangrep på hverandre, ære og samvittighet skal være hovedformålet. Dette var et formål profeten Muhammad (sa) hadde med nesten alt han gjorde. Profeten Muhammad (sa) gjorde alt i sitt liv med sannhet, rettferdighet og ydmykhet i hånd.

Etter signeringen av Hudabiya traktaten returnerte Profeten (sa) til Medina og satte i gang en ny plan for å spre sitt budskap. Profeten (sa) ville at budskapet om islam og sannheten skulle spre seg til ethvert hjem. Planen hans var at han skulle skrive et brev til alle lands ledere og invitere dem til islam. Grunnen til at han valgte å sende brevene til lederne var fordi det var de som styrte landet, og han håpet at folket ville lære om det riktige gjennom dem. Som dere kan se i mange land så følger folket det kongen avgjør og hvis en konge vil akseptere islam er det stor sjanse for at også folket følger i dette fotsporet.

I motsetning til dette har vi i 1.Mosebok 3:4-5:

«Da sa slangen til kvinnen: Dere kommer slett ikke til å dø!

Men Gud vet at den dagen dere spiser av frukten, vil deres øyne bli åpnet; dere vil bli som Gud og kjenne godt og ondt.»

Videre leser vi i 3:6:

«Nå fikk kvinnen se at treet var godt å spise av og herlig å se på – et prektig tre, siden det kunne gi forstand. Så tok hun av frukten og spiste. Hun gav også mannen sin, som var med henne, og han spiste.»

Når det gjelder Adam[as] og hans synd er Koranen veldig klar og entydig:

«Og Vi hadde visselig sluttet en pakt med Adam tidligere. Han glemte Vårt bud, men Vi fant ikke noen fast beslutning i ham (til ulydighet).» (Kap. 20, vers 116)

Dette verset viser at Adams[as] bortfall var kun en dømmefeil. Det var ufrivillig og ikke intensjonen hans eller tilsiktet. Å gjøre feil er menneskelig. Man blir syndefull om man begår en feil med vilje og man er klar over det. Både Adam og Eva lærte at ved å begå en slik feil kom de i kontakt med onde mennesker, som resulterte i at de måtte dra fra hjemlandet. De angret og vendte seg til Gud som skjenket Adam[as] Sin nåde.

Adam[as] videreformidlet Guds budskap til menneskene. Han var suksessfull i sin oppgave. Et progressivt samfunn styrt av guddommelige regler, ble etablert i landet av ham.

Koranen snakker om Adam[as] som ble utnevnt som Khalifa og den første av Guds profeter. Han ble sendt for å veilede menneskeheten. Gud gav ham kunnskap og gjorde ham til en leder for mennesket. Han ble utnevnt til en profet i Edens hage, som lå ved Babylon i Irak. Det var et veldig fruktbart område og ble referert til Jannah – hagen.

Gud ledet Adam[as] til å bygge Guds Hus i Arabia. Han og hans følgere vendte seg til det for tilbedelse. Dette huset forente dem og gjorde at de forble fokuserte. Det er det samme huset som i dag kalles Kaba i Saudi Arabia.

Adam[as] lærte menneskene grunnleggende leveregler i samfunnet. De fundamentale rettighetene gitt til alle menneskene gjennom Adam[as] er nevnt i Den hellige Koranen:

«Du skal visselig ikke sulte i den, heller ikke skal du være naken i den, og du skal ikke tørste der, heller ikke skal du utsettes for solen.» (Kap.20, vers 119-120)

Med andre ord tilgang på mat og drikke, samt ly ble ordnet som en del av ansvarsområdet til myndighetene. Gjennom Adam[as] blir altså en sosial orden opprettet for at folket skal få fremgang og velstand. Profeten Adam[as] fikk lov til å bruke alt det som gledet ham, men ble forbudt å nærme seg et tre – et spesifikt familie tre.

Det var noen arrogante mennesker som startet en krangel med Adam[as] og hans folk. Dermed nærmet profeten Adam[as] seg det som var forbudt – nemlig disse menneskene. Det endte til slutt med at Adams folk måtte emigrere fra Irak til et naboland.

Denne hendelsen blir ansett som en syndefull handling i kristendommen. Her blir selve handlingen «å spise fra det forbudte tre» ansett som syndefull. Treet sees ikke som et symbol på folk og mennesker som profeten Adam[as] skulle holde seg unna. Bibelen snakker om hendelsen i følgende ordelag:

«Men treet som gir kunnskap om godt og ondt, må du ikke spise av; for den dagen du spiser av det, skal du dø.» (1.Mosebok 2:17)

Profeten Adam[as]

Skrevet av Shaista Basit

Religionen startet med den første profeten. Adam[as] levde for ca 6000 år siden. Det antas at han ble født ved det som i dag er Irak. Mange mener at Adam[as] var det første mennesket som ble skapt av Gud. Dette er ikke riktig. Verden har hatt ulike sykluser av skapninger og sivilisasjoner, og den første sivilisasjon fant sted med Adam[as]. Nasjoner har reist seg og falt, sivilisasjoner har vist seg og blitt borte.

Muhiyud-Din Ibn Arabi, en stor muslimsk mystiker sier at han en gang så seg selv i en drøm hvor han valfartet rundt Kaba. I drømmen viste det seg en mann for ham, som var en av hans forfedre. «Hvor lenge siden er det at du døde?» spurte Ibn Arabi. «Mer enn førti tusen år», svarte mannen. «Men denne perioden er jo lengre enn det som skiller oss fra Adam», sa en overrasket Ibn Arabi. Mannen svarte: «Hvilken Adam er det du snakker om? Om den Adam som er deg nærmest eller en annen?» «Deretter husket jeg det», sier Ibn Arabi – en beretning etter Profeten[sa] om at Gud hadde sendt intet mindre enn hundre tusen Adam'er (fred være med dem) og jeg sa til meg selv: «Kanskje denne mannen som hevder å være en forfedre av meg, var en av de tidligere Adam'ene. *(Futuhat ii, s.607)*

Det betyr ikke at rasen som levde før Adam[as] ble totalt utslettet, før han ble født. Mest sannsynlig hadde det forblitt en degenerert rest av den gamle rasen og Adam[as] var en av dem. Gud hadde valgt ham til å være stamfaren til en ny rase og forstadiet til en ny sivilisasjon. Han representerte begynnelsen på en ny æra.

Gud sier i Koranen:

«Og ihukom da din Herre sa til englene: Jeg vil innsette en stattholder på jorden, sa de: Vil Du anbringe et vesen som vil stifte ufred og utgyte blod der? – når vi dog lovpriser Deg og opphøyer Din Hellighet. Han svarte: Sannelig, Jeg vet det dere ikke vet.» (Kap.2, vers 31)

I dette verset bruker Gud ordet «Khalifa» om Adam[as]. Khalifa på arabisk betyr en stattholder, en etterkommer. Dette verset indikerer med andre ord utvetydig at det har eksistert og levd mennesker på jorden før Adam[as], som han etterfulgte.

Mirakuløs helbredelse av herr Dawood som et resultat av bønn

Misjonæren fra Belgia skriver: Herr Dawood var veldig dårlig og var innlagt på sykehuset. Hans lever, lunger og nyre hadde sluttet å fungere. Han led også av et hjerteinfarkt mens han var på sykehuset og ble satt på ventilator. Etter dette sa legene at de ikke kunne gjøre noe mer for ham. På dette tidspunktet ba familien Jama'at om hjelp til med å ordne begravelsen. Jeg skrev brev til Hudoor om bønn og begynte på be sammen med Jama'at. Dagen etter da vi dro for å besøke ham sammen med Sadr Ansraullah og tabligh sekretæren, sa doktoren at et mirakel hadde skjedd. Medisinen kroppen hittil ikke hadde akseptert, hadde begynt å jobbe og han begynte å bli bedre. Vi sa til legen at dette mirakelet var et resultat av bønn, hvorpå Allah hadde gitt ham et nytt liv.

Hvordan bønn løste vanskelighetene til en ny Ahmadi asylsøker i Tyskland

Hafeezullah Bharwana Sahib en misjonær i Tyskland skriver: Jeg møtte Ihsan sahib, en ny ahmadi muslim av libanesisk opprinnelse og han fortalte meg om hans vanskeligheter angående å søke asyl. Politiet hadde fortalt ham at han kunne bli utvist når som helst. Men troen hans ble styrket da Gud viste et mirakel, og selv om politiet trodde at hans asylsøknad ville bli avvist og han måtte dra tilbake, ble faktisk hans forespørsel akseptert og han ble innvilget asyl i tre år. Han er veldig glad og forteller alle om hvordan Gud viste dette mirakelet på grunn av bønn.

Noen forutsetninger for aksept av bønn

Den utlovede Messias (må Allahs fred være med ham) sier at tilfeller av aksept av bønn er funnet i naturens lover. Hvis vi ønsker å bli levende eksempler for aksept av bønn, må vi først oppfylle noen forhåndsbetingelser. Noen sier at de ba, men deres bønn ikke ble besvart. De bør huske at bønn har noen forutsetninger. Den første forutsetningen for bønn er rettferdige gjerninger og tro. Den som ikke er oppriktig i sin tro og ikke gjør gode gjerninger og ikke strever for å forbedre sin tilstand, en slik person tester faktisk Gud gjennom bønn. Dermed, mens det er viktig å styrke vår tro, er det også viktig å utføre våre handlinger i henhold til gudommelige befalinger.

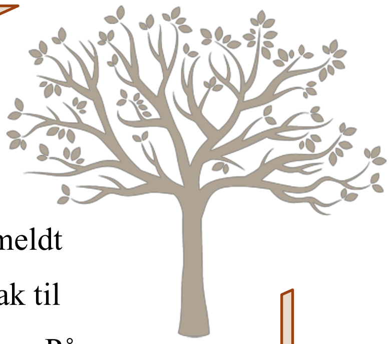

Å plante et fredstre stanset regnet

Wahab Tayyeb Sahib, en misjonær i Sveits, skriver: Jama'at kjøpte et stykke tomt for å bygge en moské i Zuchwil, og organiserte et program der gjester var invitert for å plante et tre som et symbol på fred. Det var meldt pøsregn den dagen og siden det var et utendørs program, var dette en årsak til bekymring. Vi skrev brev til Hudoor (må Allah være hans Hjelper) om dua. På arrangement dagen begynte det å pøsregne og det var ingen tegn på at det skulle gi seg. Men på grunn av bønnene forårsaket Allah at regnet stoppet en time før programmet skulle starte og solen kom frem. Presidenten var overrasket og sa at det virker som om dere har bestilt været for denne anledningen. Vi fortalte ham at vi hadde bedt om dette og hadde bedt vår kalif om å be og vi var sikre på at Allah ville hjelpe oss. Programmet var dermed en suksess, og Jama'at ble introdusert gjennom lokalavisen.

Fødselen av barnet til en ny ahmadi muslim som følge av bønn

Mateen sahib, en muallim fra Benin skriver: For noen dager siden kom en ny ahmadi-venn og ba meg om å komme til huset hans fordi kona hans var veldig syk. Jeg dro dit med min kone og fant at hans kone var tilbøyelig til å gå inn i tidlig fødsel og hadde allerede mistet to barn. Hun var i smerte og hadde høy kroppstemperatur. Jeg sa at under slike omstendigheter tilbyr vi hjelp sammen med medisinsk behandling, og vi skriver også til imamen vår og ber om bønn. Men i øyeblikket var det ikke nok tid. Derfor startet jeg bønnen med å påkalle navnene til Allah, den opphøyde og navnet på Den hellige profeten. Etter at jeg var ferdig med bønnen resiterte jeg Surah Al Fatihah og blåste på noe vann og ga det til damen. Allah, Den opphøyde, beskyttet ikke bare moren, men velsignet dem også med en gutt. Med Allahs nåde, vokste troen til denne nye konvertitten enda sterkere, og hans tro på bønn økte også. Han har nå begynt å be med ydmykhet.

Regn som følge av bønn i Tuvalu, Fiji.

Amīr Sahib i Fiji skriver at før han gikk på tur til Tuvalu, hadde misjonæren der fortalt ham at denne lille øya nær Fiji ikke hadde sett regn på lenge og innbyggerne var avhengige av regnvann. Så ba han meg om å be for at det skulle regne. Da vi nådde Tuvalu, uttrykte folk mye bekymring og sa at vannet hadde nesten tørket opp. På den dagen ved Isha - bønn annonserte vi at den siste sajdahen ville bli viet til bønn for regnet. Allah aksepterte våre bønner og det regnte den kvelden og flere ganger etter det. Dette var til tross for at meteorologisk institutt hadde spådd en langvarig tørke. Uansett hvor vi gikk, sa folk at regnet hadde kommet på grunn av våre bønner. Selv biskopen til den katolske kirken og en leder av Funafuti-stammen sa at det var resultatet av bønnene til Jamā'at og kalifen som hadde forårsaket regnet.

Slutt av kraftig regn som følge av bønn

Hafiz Muzammil Sahib, misjonæren i Bandundu, sier at han sammen med en lokal Mu'allim og to Khuddam, var på vei til en landsby når en kraftig regnbyge startet og det virket umulig å bevege seg lenger på grunn av den glatte veien. Vi stoppet på ett sted og ba: «Å Allah, vi er på vei til å spre Messias budskap, vær barmhjertig mot oss og fjern alle hindringene i vår vei.» Folk var allerede samlet i landsbyen og ventet på oss. Allah hørte vår bønn og plutselig stoppet regnet, selv om det hadde vist seg at det ville fortsette til kvelden. Vi hadde vært veldig bekymret, men med Guds velsignelser nådde vi landsbyen i tide og begynte vår undervisning og Tablīgh programmet.

Utdrag fra fredagspreken, 26. januar 2018

Bønnens filosofi

Hadrat Khalīfa-tul-Masīh V(må Allah være hans Hjelper) sa: Ved en anledning beskrev Den utlovede Messias (må Allahs fred være med ham) bønnens filosofi og sa at når ett barn gråter og hyler på grunn av sult, begynner melk å strømme i morens bryst. Barnet vet ikke engang meningen med bønn, og likevel er det barnets gråt som fremkaller melken. Noen ganger føler ikke moren melk i brystet, og likevel strømmer det straks etter å høre barnets gråt. Hvis dette er så, vil ikke da vår gråt og bønner foran Allah trekke hans velsignelser? De vil sannelig gjøre det, men de som fremstår som filosofer og lærde kan ikke forstå dette. Hvis vi reflekterer over bønnens filosofi gjennom barnet og mors analogi blir det veldig enkelt å forstå.

Regn vises som følge av en ahmadī Mu'allims bønn

Nazir Da'wat Ilallāh Qādiān skriver at Amakh Sahib fra Hoshiarpur rapporterer at for noen år siden var landsbyens folk veldig bekymret på grunn av alvorlig tørke, og selv landsbyens brønn var nesten tørket opp. Det nådde et slikt punkt at landsbyens hinduer ba våre Muallim Sahib om å be. De trodde hvis han ba, ville regnet komme. Mu'allim Sahib snakket først om den islamske etiketten av bønn og Guds attributter og så ba han. Allah aksepterte hans bønn, og med Hans nåde begynte det å regne kraftig innen få timer. Slik ga Gud bevis på at Han lytter til bønner. Denne hendelsen hadde en positiv innvirkning på landsbyen og folk anerkjente at regnet hadde vært et resultat av ahmadi muslimenes bønner.

Utsagn av Den utlovede Messias, Hadrat Mirza Ghulam Ahmad[as]

HVA ER EN MORALSK EGENSKAP?

Vi har sett at menneskets fysiske tilstand i kvalitet ikke adskiller seg nevneverdig fra dets moralske tilstand. Dette er fordi at når de fysiske betingelser styres og brukes innenfor grensen av sunn fornuft og overveielse, så omdannes disse til moralske egenskaper. Så lenge det ikke er fornuftens og samvittighetens direktiver som leder menneskets handlinger, faller disse overhodet ikke inn under kategorien moralske egenskaper, selv om de måtte ligne dem aldri så mye. De er og blir naturlige og instinktive impulser. La oss ta ett eksempel: Den hengivenhet og lydighet en hund, et lam eller et annet husdyr viser overfor sin herre, kan ikke betraktes som høflighet eller gode manerer. Heller ikke kan en ulvs eller en løves villskap klassifiseres som dårlig oppførsel. Det vi kaller gode eller dårlige manerer, er alltid resultatet av fornuftig overveielse som finner sted også under hensyn til tid og sted.

Når en persons oppførsel ikke dikteres av fornuft, kan han sammenlignes med en sinnssyk som har mistet sin fornuft. Den skillelinje man kan trekke mellom en sinnssyk eller et barns adferd på den ene side – og et fornuftig menneskes handling på den annen – er at det førstnevnte kun er naturlige impulser, mens det siste er resultatet av en fungerende fornuft. F.eks. vil et barn når det er født hurtig søke etter morens bryst, mens en kylling vil begynne å hakke med nebbet for å finne føde. På samme måte arver en igle instinktivt en igles egenskaper, og en slange eller en løve arver sin spesielle arts egenskaper.

Ganske snart etter fødselen begynner barnet å vise de menneskelige særegenheter, og etter som det vokser til, blir de tydeligere. Det gråter høyere, og smilet utvikles til latter. Gjennom sine bevegelser uttrykker det sitt velvære, eller mangel på sådann, men bevegelsene er fremdeles i større grad et resultat av impulser enn av fornuftige refleksjoner. Slik er også mennesket i vill tilstand, når dets intellekt ennå befinner seg i en slags fostertilstand. Det er underlagt tilbøyelighetene i sin natur, og hva det enn gjør, gjør det det i lydighet mot dem. Handlingene er ikke et resultat av fornuftig overveielse. Dets handlinger er alltid reaksjoner på dets naturlige impulser. Men man kan ikke dermed si at alt det han foretar seg er upassende. Noe av det kan se ut som et fornuftig vesens bevisste handlinger, men man kan likevel ikke nekte at de ikke skjer som følge av fornuftig tankegang eller nøyere overveielse av om adferden er passende eller upassende.

Selv om vi godtar at der finnes en liten grad av fornuft i de villes handlinger kan vi vanligvis ikke klassifisere dem som gode eller dårlige handlinger, for den sterkeste drivkraften bak dem vil ikke være evnen til fornuftig tenkning, men en instinktiv impuls eller at de gir etter for ønsker og begjær.

(Hentet fra boken ''Islamske grunntanker '' s. 24-25

Vers fra den hellige koranen

Sura Al-Ra’d, vers 23

بسم الله الرحمن الرحيم

وَ الَّذِيۡنَ صَبَرُوا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ رَبِّهِمۡ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ
سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً وَّ یَدۡرَءُوۡنَ بِالۡحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ عُقۡبَی الدَّارِ ﴿23﴾

Oversettelse

13:23 de som er utholdende med å oppnå deres Herres velbehag, og som holder bønn (regelmessig) og gir ut av det Vi har forsynt dem med, hemmelig og åpent, og som driver det onde bort med det gode, det er disse som vil få den (beste) boligens belønning.

Hadith

عَنْ سِعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ اَخْبَرَہُ انَّ رَسُوْلَ ا للّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّکَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَۃً تَبْتَغِیْ بِھَا وَجْہَ اللّٰہِ اِلَّا اُجِرْتَ
عَلَیْھَا حَتّٰی مَا تَجْعَلُ فِیْ فَمِ امْرَأَتِکَ۔ (حدیقۃ الصّالحین :698 s ایڈیشن2003ء)

Oversettelse

Hadrat Saad bin Waqas (ra) beretter at Den ærverdige profeten (sa) har sagt at Gud vil velsigne deg for det du bruker for å oppnå Allahs velbehag. Du vil bli velsignet også hvis du putter en liten bit mat i munnen til din kone, med denne intensjonen.

ZAINAB

AMIR AMJ NORGE
Zahoor Ahmed CH

PRESIDENT LAJNA IMAÍLLAH NORGE
Balqees Akhtar

REDAKTØR URDU-DEL
Mansoora Naseer

REDAKTØR NORSK-DEL
Mehrin Shahid
Shaista Basit
Khafia Shahid (Nasirat)

GRAFISK DESIGN
Zoya Smamah Shahid
Fakiha Choudry
Sofia Khalil
Khafia Shahid (Nasirat)
Frida Zahoor (Nasirat)

Adresse: Baitun Nasr Moské

Søren Bulls vei 1

1051 Oslo

Kontakt@ahmadiyya.no

INNHOLDSFORTEGNELSE

Vers fra den hellige koranen ... 4

Utsagn av Den utlovede Messias, Hadrat Mirza Ghulam Ahmad[as] ... 5

Utdrag fra fredagspreken, 26. januar 2018 ... 6

Bønnens filosofi ... 6

Profeten Adam[as] ... 10

PROFETEN MUHAMMAD (SA) SINE BREV TIL KONGER ... 13

Fordeler ved sosiale medier ... 17

Noen råd ved bruk av sosiale medier ... 20

Sokrates (469 – 399 fvt) ... 21

Helseavdeling ... 24

Informasjon om fisk ... 24

Hadrat Zainab (ra) ... 26

Waqifat-e-nau Germany med Hudoor (aba) ... 29

Sjokoladekake i kopp ... 31

Nasirats Hjørne ... 32

LS - 4015

11.06.2022

Kjære president, Lajna Ima'illah, Norge

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

Fred være med dere, samt Allahs barmhjertighet og velsignelser

Jeg har mottatt rapport fra Den for måneden april 2022, årsrapporten for 2020-2021 og magasinet 'Zainab' sin utgave for juli til september 2021. Jazakumullah-ta'ala.

I løpet av denne perioden ble det holdt en rekke samlinger og seminarer. Ved seminar knyttet til moralsk opplæring ble det satt fokus på temaer som tildekking, anstendighet valg av ektefelle og sosiale etiketter. Forslag og beslutningene tatt under *shora* ble fulgt opp i majalis. 40 medlemmer fikk gleden av å lære oversettelsen av 10 deler fra Den hellige Koranen i henhold til jubileums-målene. Det ble arrangert virtuelle sammenkomster for Nasirat der de fikk mulighet til å ta opp temaer om dagens situasjon, diskusjoner og quiz. 50% av Nasirat deltok i disse. I henhold til agendaen fra Kunst og håndverksavdeling ble det holdt samling ved anledning Kalifatetsdag og det ble pyntet for å markere dagen. Forkynnelsesavdelingen laget fire kvartalsplan og sendte dem til majalis. I måneden april ble mer enn 100 Eid kort og gaver gitt til to sykehus. Alle innlegg i 'Zainab' som omfattet Guds attributter ble klargjort med hardt arbeid. Må Allah gjøre leserne i stand til å dra nytte av disse. Amen.

Må Gud akseptere deres tjeneste for religionen og heve det åndelige og akademiske nivået hos samtlige Lajna og Nasirat. Amen.

Forkynn min kjærlige fredshilsen til alle Lajna og Nasirat.

Wassalam

Mirza Masroor Ahmad

Khalifatul Masih V

ZAINAB

Lajna Ima'illah Norge

Oktober til desember 2021

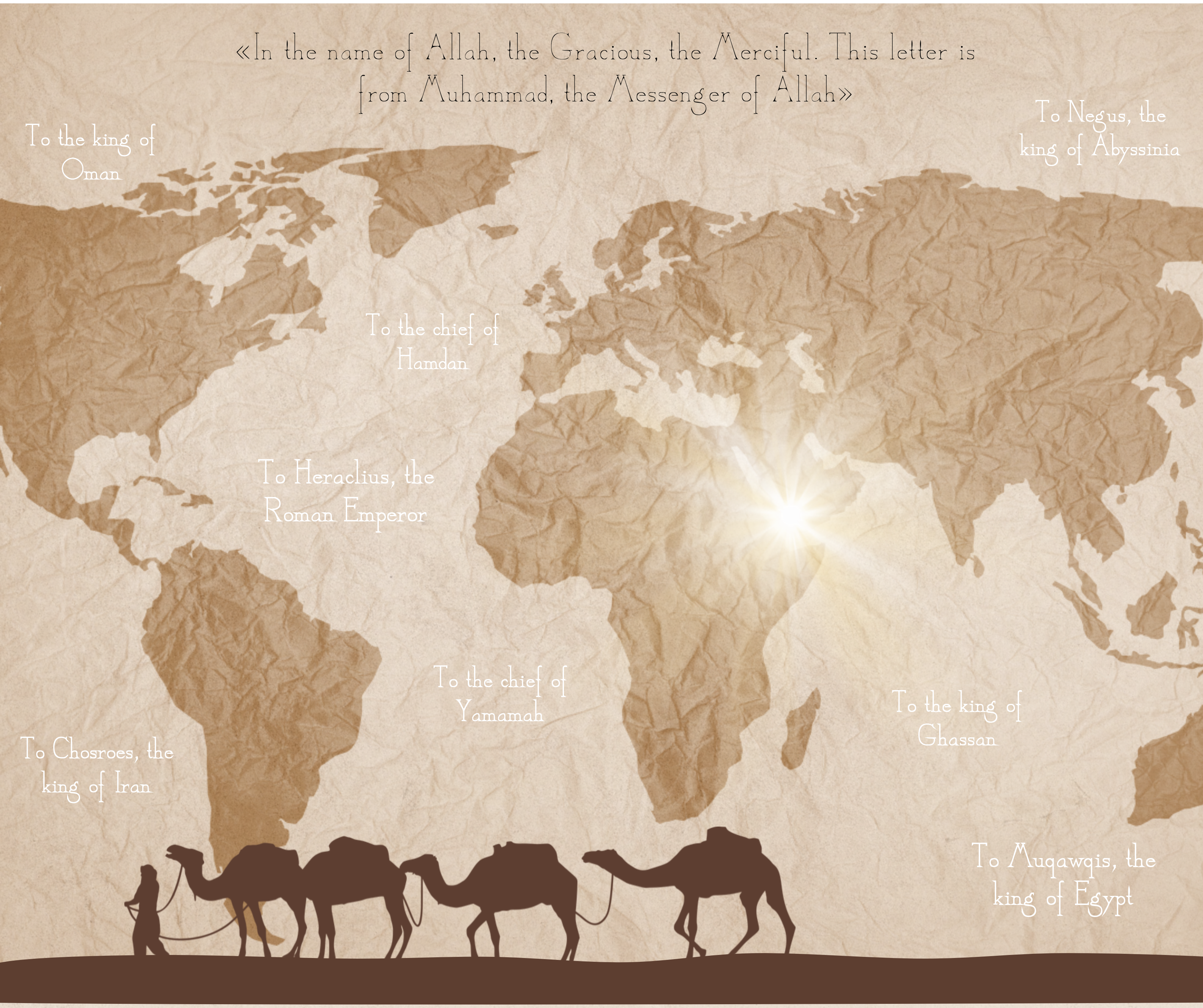

Profeten Adam[as]

Profeten Muhammad[sa] sine brev til konger

Fordeler ved sosiale medier